قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِيَدِ اللّٰهِۚ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 06 جنوری 2022ء | 02 جمادی الثانی 1443 ہجری قمری | 06 صلح 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 05

فرمانِ رسول ﷺ

حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے آدم کے بیٹے! تُو اپنا خزانہ میرے پاس جمع کر کے مطمئن ہو جا۔ نہ آگ لگنے کا خطرہ، نہ پانی میں ڈوبنے کا اندیشہ اور نہ کسی چور کی چوری کا ڈر۔ میرے پاس رکھا ہوا خزانہ مَیں پورا اُس دن تجھے دوں گا جب تُو سب سے زیادہ اس کا محتاج ہو گا۔

(ماخوذ از کنز العمال جلد 6 صفحہ 352 حدیث 16021 مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت 1985ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

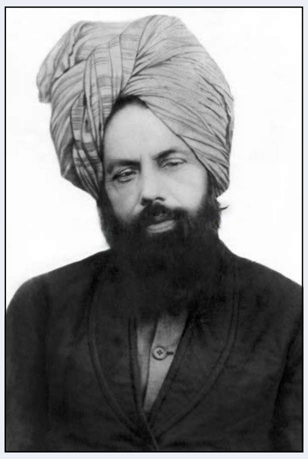

محبت و اخلاص والی جماعت

میں اپنی جماعت کے محبت اور اخلاص پر تعجب کرتا ہوں کہ ان میں سے نہایت ہی کم معاش والے جیسے میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیری میرے گاؤں سے قریب رہنے والے ہیں۔ وہ تینوں غریب بھائی بھی جو شاید تین آنہ یا چار آنہ روز مزدوری کرتے ہیں۔ سرگرمی سے ماہواری چندے میں شریک ہیں۔ ان کے دوست میاں عبدالعزیز پٹواری کے اخلاص سے بھی مجھے تعجب ہے کہ وہ باوجود قلّت معاش کے ایک دن سو روپیہ دے گیا کہ مَیں چاہتا ہوں کہ خدا کی راہ میں خرچ ہو جائے۔ وہ سو روپیہ شاید اس غریب نے کئی برسوں میں جمع کیا ہو گا مگر للّٰہی جوش نے خدا کی رضا کا جوش دلا دیا۔

(ضمیمہ رسالہ انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 313-314)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ فَلِاَنۡفُسِكُمۡؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡنَ اِلَّا ابۡتِغَآءَ وَجۡهِ اللّٰهِؕ وَمَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ خَيۡرٍ يُّوَفَّ اِلَيۡكُمۡ وَاَنۡتُمۡ لَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۲۷۳﴾

(البقرۃ: 273)

ترجمہ: اور جو بھی تم مال میں سے خرچ کرو تو وہ تمہارے اپنے ہی فائدہ میں ہے۔ جبکہ تم تو اللہ کی رضاجوئی کے سوا (کبھی) خرچ نہیں کرتے۔ اور جو بھی تم مال میں سے خرچ کرو وہ تمہیں بھرپور واپس کر دیا جائے گا اور ہرگز تم سے کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔

فرمانِ خلیفۂ وقت

یہ جو مالی قربانیوں کا سلسلہ ہے یہ خدا تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت میں یہ نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کو اس قربانی کا وہ اِدراک دیا ہے جو جیسا کہ میں نے کہا کہ دنیا میں کسی اور کو نہیں ہے اور اس کے بے شمار نمونے ہم ہر سال دیکھتے ہیں۔ آج کیونکہ حسب روایت جنوری کے پہلے خطبہ میں وقف جدید کے نئے سال کا اعلان ہوتا ہے اس لئے اس لحاظ سے میں وقف جدید میں مالی قربانی کرنے والوں کے بعض ایمان افروز واقعات بیان کروں گا۔ کس طرح پھر اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کی وجہ سے انہیں اس دنیا میں بھی نواز دیتا ہے جو اُن کے ایمان کی مضبوطی کا ذریعہ بنتے ہیں۔ مالی قربانی کس شوق سے لوگ کرتے ہیں اور اس نمونے پر عمل کرتے ہیں جو صحابہ کا تھا جس کا میں نے ذکر کیا کہ مالی تحریک پر صحابہ بازار جاتے تھے اور جو معمولی مزدوری ملتی تھی اس کو لا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔ ایسے نمونے ہم میں آج بھی ملتے ہیں۔ برکینا فاسو کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ودگو ریجن میں ہماری ایک جماعت کاری (Kari) ہے۔ وہاں اس کے قریب حکومت زمین میں فائبر آپٹک (Fibre Optic) تار بچھا رہی ہے تو کاری جماعت کے بعض خدام نے ٹھیکیدار سے بات کی کہ وہ ان کو ایک کلومیٹر کی کھدائی کا کام دے دے۔ چنانچہ کام ملنے پر جماعت کے خدام نے مل کر کھدائی کا کام کیا اور اس کے عوض ملنے والی ایک ملین فرانک سیفا کی رقم جو تقریباً کوئی بارہ سو پچاس پاؤنڈ بنتے ہیں وقف جدید کے چندہ میں ادا کر دی۔ پس یہ جذبہ ہے کہ جیسا مَیں نے کہا آج جماعت احمدیہ کے علاوہ اور کہیں نظر نہیں آتا۔

اللہ تعالیٰ کس طرح نوجوانوں اور بچوں کے ایمانوں میں بھی چندے کی برکت سے مضبوطی عطا فرماتا ہے اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔ برکینا فاسو کے ملک میں بَنفَورہ ریجن کی ایک جماعت ہے۔ وہاں کے ایک ممبر اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے ایک سفر پر جانا تھا اور وقف جدید کا سال ختم ہو رہا تھا۔ دوسری طرف فصل کی بھی برداشت ہو رہی تھی۔ کاٹی جا رہی تھی۔ تو میں نے جانے سے پہلے اپنے بچوں سے کہا کہ فصل جب مکمل ہو جائے تو اس میں سے دسواں حصہ نکال کر چندے میں دے دینا۔ یہ کہہ کر میں سفر پر چلا گیا۔ بعد میں بچے جو بقیہ صفحہ 5 پر

اس شمارہ میں

- اور کتنا لہو؟ (منظوم)
- ’’پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو‘‘ (اداریہ)
- سورۃ المومن اور حٰمٓ السّجدۃ کا تعارف
- حضرت حکیم احمد حسین لائل پوری رضی اللہ عنہ

دربارِ خلافت

باوا نانک صاحبؒ درحقیقت خدا کے مقبول بندوں میں سے تھے

(حضرت مسیح موعود)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

گزشتہ دنوں اسی طرح کسی فتنہ پرداز نے فیس بک (facebook) پر ایک طرف حضرت باوا نانک صاحبؒ کی تصویر بنا کر ڈالی اور ساتھ ہی دوسری طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصویر اور پھر نہایت گندی اور غلیظ سوچ کا اظہار کرتے ہوئے حضرت باوا نانک صاحبؒ کے متعلق انتہائی غلط اور گندے الفاظ استعمال کئے اور تصویر کے اوپر لکھے اور ساتھ اُس پر کاٹا بھی مارا ہوا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق تعریفی کلمات لکھ کر پھر مقابلہ بھی کیا کہ یہ اصل ہے اور فلاں ہے اور فلاں ہے۔ اس فعل سے یقیناً اُس کا مقصد اور نیت بدتھی اور فتنہ اور فساد پیدا کرنا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف اور مقام بتانا اُس کا مقصود نہیں تھا، بلکہ سکھ حضرات کے جذبات بھڑکانا تھا۔ اور پھر اس سے بھی بڑا ظلم وہاں کی ایک اخبار نے کیا کہ اس طرح اُس نے شائع بھی کر دیا جس پر قادیان اور اردگرد کے علاقوں میں بڑا اشتعال پیدا ہوا۔ بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا کہ اُن کے لیڈروں نے عقل اور انصاف سے کام لیتے ہوئے اُن لوگوں کے جذبات کو ٹھنڈا کیا کہ احمدی ایسی حرکت نہیں کر سکتے۔ یہ کسی شرارتی اور بدفطرت عنصر نے یقیناً ہمیں لڑانے کے لئے ایسا کیا ہے۔ مجھے بھی قادیان سے بعض سکھ خاندانوں کے سربراہوں کے خطوط آئے ہیں کہ ہمیں یقین ہے کہ کسی نے شرارت کی ہے اور جماعت احمدیہ کی طرف یہ منسوب کی گئی ہے۔ یعنی اظہار ایسا لگتا ہے جس طرح کسی احمدی نے لکھا ہے اور جماعت نے یہ اعلان شائع کروایا ہے لیکن جماعت کبھی ایسی بیہودہ حرکت نہیں کرسکتی۔ بہرحال اُن لوگوں نے بھی، اُن کی مختلف تنظیموں نے بھی حکومت سے مطالبہ کیا ہے اور جماعت نے بھی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس کی تحقیق کروائی جائے اور مجرم کو سخت سزا دی جائے۔ جماعت احمدیہ کا تو ہمیشہ یہ مؤقف رہا ہے کہ کبھی کسی کے جذبات سے نہ کھیلا جائے اور مذہبی رہنما تو ایک طرف ہم تو قرآنی تعلیمات کے مطابق 'دوسروں کے بتوں کو بھی برا نہ کہو' کی تعلیم پر عمل کرنے والے ہیں۔ اور پھر حضرت باوا نانک صاحبؒ کا مقام اور عزت و احترام جو جماعت احمدیہ کے لٹریچر میں ہے، اس کے بارے میں کھل کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعریفی کلمات کہے ہوئے ہیں۔ اُن کے بارے میں تو کوئی حقیقی احمدی سوچ بھی نہیں سکتا کہ ایسے گھٹیا اور گندے کلمات کہے جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت باوا نانک صاحبؒ کے بارے میں ایک جگہ فرمایا ہے کہ: ''ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے باوا صاحبؒ کو حق اور حق طلبی کی روح عطا کی جبکہ پنجاب میں روحانیت کم ہو چکی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بلاشبہ اُن عارفوں میں سے تھے جو اندر ہی اندر ذات یکتا کی طرف کھینچے جاتے ہیں''

(ست بچن، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 120)

پھر ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ: ''ہر یک مومن متقی پر فرض ہے کہ اُن کو (یعنی حضرت باوا نانک صاحبؒ کو) عزت کی نگاہ سے دیکھے اور پاک جماعت کے رشتے میں اُن کو شامل سمجھے''

(ست بچن، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 120)

پھر فرمایا کہ: ''ہم کو اقرار کرنا چاہئے کہ باوا صاحبؒ نے اُس سچی روشنی پھیلانے میں جس کے لئے ہم خدمت میں لگے ہوئے ہیں، وہ مدد کی ہے کہ اگر ہم اُس کا شکر نہ کریں تو بلاشبہ ناسپاس ٹھہریں گے''

(ست بچن، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 121)

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے کام اور حضرت باوا نانک صاحبؒ کے کام کو ایک طرح کا قرار دیا ہے۔ پس بدبخت ہے وہ جو حضرت باوا نانک صاحبؒ کے خلاف غلط الفاظ استعمال کرے۔

پھر آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ''ہمارا انصاف ہمیں اس بات کے لئے مجبور کرتا ہے کہ ہم اقرار کریں کہ بیشک باوا نانک صاحبؒ اُن مقبول بندوں میں سے تھے جن کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے نور کی طرف کھینچا ہے''

(ست بچن، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 115)

پھر آپ فرماتے ہیں: ''مَیں سکھ صاحبوں سے اس بات میں اتفاق رکھتا ہوں کہ باوا نانک صاحبؒ درحقیقت خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے تھے''۔ پھر آپ فرماتے ہیں اور اب یہ اعلان جماعت کی طرف سے شائع بھی ہوا ہے کہ: ''باوا نانک صاحبؒ درحقیقت خدا کے مقبول بندوں میں سے تھے اور اُن لوگوں میں سے تھے جن پر الٰہی برکتیں نازل ہوتی ہیں اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے صاف کئے جاتے ہیں۔ مَیں اُن لوگوں کو

بقیہ صفحہ 7 پر

اور کتنا لہو؟

میری ارضِ وطن! اور کتنا لہو ؟
اے دریدہ بدن! اور کتنا لہو؟

کس بلا کی ہے پیاسی یہ تیری زمیں
اور کتنے کفن؟ اور کتنا لہو؟

یہ ترا حسن کس کی نظر کھا گئی
کیا ہوا بانکپن؟ اور کتنا لہو؟

ہر طرف خوف و دہشت ہے اور آگ ہے
چل بسا فکر و فن اور کتنا لہو؟

راج نفرت، تعصب کا ہے ملک میں
کس قدر ہے جلن؟ اور کتنا لہو؟

ساتھ اپنے ہے تائید ربّ الوریٰ
سب ہے اس کی چبھن، اور کتنا لہو؟

امۃ الباری ناصر۔امریکہ

اداریہ

”پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو“ (حضرت مسیح موعودؑ)

شخصیت پرستی کے مضر اثرات

خلافت احمدیہ کی افادیت و برکات کا اندازہ صرف اس بات سے ہی لگایا جاسکتا ہے کہ خلیفۃ المسیح کے خطبات و خطابات علم ومعرفت کے خزانوں سے بھرے ہوتے ہیں جن کو سُن کر جہاں احباب جماعت اپنی اصلاح و تربیت کی طرف توجہ کرتے ہیں وہاں بہت سے پُر حکمت نکات بھی مال و مطاع کے طور پر حاصل کر لیتے ہیں۔ خاکسار اگر اپنی بات کرے تو یہ کہنے میں ہر گز حرج نہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات سے ہی آرٹیکلز لکھنے کے موضوع مل جاتے ہیں۔ غزوہ بدر میں شریک ہونے والے خوش قسمت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات و واقعات اور سوانح پر مشتمل طویل ترین خطبات کے سلسلہ کے تحت حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت وسوانح پر خطبات کی جو سیریز جاری رہی، اس میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک جنگ میں حضرت عمرؓ کی طرف سے سپہ سالار حضرت خالد بن ولیدؓ کو فوج کی سر براہی سے معطل کر کے کسی اور صحابی کو ان کی جگہ سپہ سالار مقرر کرنے کا ذکر فرمایا۔ اور اس کی وجہ یہ بتلائی کہ لوگ حضرت خالد بن ولیدؓ پر انحصار کرنے لگے تھے کہ اگر اسلامی فوج، حضرت خالد بن ولید کی سپہ سالاری میں بھجوائی جائے گی تو فتح ضرور قدم چومے گی۔ یہ شخصیت پرستی ہے یہ خیال بالآخر شرک کے زمرے میں آتا ہے۔ اسی کے سدّباب کے لئے حضرت عمرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو معطل کر دیا تھا تا کہ نہ صرف مسلمانوں کے دل میں پنپنے والا یہ غلط خیال ختم ہو جائے بلکہ آئندہ یہ سبق بھی مل جائے کہ کچھ بھی ہو جائے اس قسم کے شرک کی ہر حالت میں بیخ کنی کرنی ہے۔

یہ واقعہ تحریر کرتے ہوئے مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی ولولہ انگیز خلافت کا آخری دور یاد آرہا ہے جب میں بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں بطور مربی سلسلہ متعیّن تھا۔ ان دنوں جماعتیں اور مجالس، جماعت کے چوٹی کے اجل قسم کے علماء کے نام لکھ کر اپنے ہاں جلسوں میں تقاریر کے لئے درخواست کرتی تھیں تو حضور رحمہ اللہ اس مطلوبہ عالم دین کو نہ بھجواتے بلکہ دعاؤں کے ساتھ کسی اور دوست کو خواہ وہ جونئیر ہوتے بھجوا دیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ کسی اعلیٰ مقرر کا نام لکھ کر منگوانا شرک کے زمرہ میں آتا ہے گویا کہ اگر وہ نہ گیا تو جلسہ کامیاب نہیں ہو گا۔ یہ بھی حضرت خلیفۃ المسیحؒ کی دُور رس نگاہوں میں شرک کی ایک قسم یعنی شخصیت پرستی کی نفی تھی۔ اور جماعت کو یہ بتانا تھا کہ اس قسم کے شرک کو اپنے درمیان سے نکال باہر کریں اور اپنے آپ کو مؤحد جماعت بنائیں۔

دینی تعلیمات کی روشنی میں شخصیت پرستی، شرک کی ابتداء ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ شرک کی ابتدائی سیڑھی ہے تو غلط نہ ہو گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی عظیم ہستی کے ساتھ کسی اور کو کھڑا کیا جائے اور یہ کہا جائے کہ نعوذ باللہ یہ شخص ہی ہمیں کامیاب کرسکتا ہے یا ہمارے کام کرسکتا ہے یہ اور اس طرح کے سب خیال شرک ہیں اور چاہے یہ شخصیت پرستی ہو یا کچھ اور۔

گزشتہ زمانے میں فوت ہونے والے بڑے لوگوں کے مجسّمے، مورتیاں اور تصویریں بنا کر عبادت کے لئے یا ان کو یاد کرنے کے لئے سجا لینا شخصیت پرستی کے زمرے میں آتا ہے۔ خانہ کعبہ میں جو بت رکھے ہوئے تھے وہ مشرکین کے بزرگوں کے ناموں سے ہی تو منسوب تھے۔ جن کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت مؤحد نبی حضرت ابراہیمؑ نے مسمار کر دیا تھا۔ سورہ نوح آیت 24 میں ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسؔر کے نام سے عرب کے دیوتاؤں اور بتوں کا ذکر ملتا ہے یہ درحقیقت عرب قوم کے بزرگوں، ستاروں اور ان کی منزلوں کے نام تھے۔ جن کی عربوں نے بت بنا کر پرستش شروع کر دی تھی، مکہ والوں نے اپنے باپ دادوں سے سن کر اپنے بتوں کے یہ نام رکھے تھے۔ اس پریکٹس کا ذکر اِتَّخَذُوۡۤا اَحۡبَارَہُمۡ وَ رُہۡبَانَہُمۡ اَرۡبَابًا مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ

(التوبہ: 31)

میں بہت واضح رنگ میں بیان فرمایا گیا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور مثال قرآن کے حوالہ سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوۡلٌ ۚ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِہِ الرُّسُلُ

(آل عمران: 145)

کہ محمدؐ صرف ایک رسول ہیں۔ یقیناً ان سے پہلے تمام رسول گزر چکے ہیں۔ اس آیت کو بھی شخصیت پرستی کی نفی میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ جب آپؐ کی وفات کے بعد یہ تصور کیا جانے لگا کہ آپؐ وفات نہیں پا سکتے جس کا اعلان حضرت عمرؓ نے بھی ان الفاظ میں فرما دیا تھا کہ جو شخص یہ کہے گا کہ حضرت محمدؐ اب اس دنیا میں نہیں رہے میں اس کی گردن قلم کر دوں گا۔ اس فتنہ کو حضرت ابو بکرؓ نے ال عمران کی آیت 145 پڑھ کر ہی سنبھالا دیا تھا کہ حضرت محمدؐ ایک رسول ہی تو تھے۔ آپؐ سے پہلے تمام رسول وفات پا چکے ہیں۔ لہٰذا سیّدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے ہیں۔ تو جہاں یہ وفات مسیح پر صحابہ کا پہلا اجماع تھا وہاں اسلام میں شخصیت پرستی کی روک تھام کے لئے بھی پہلا اعلانِ عام تھا جو سیدنا حضرت ابو بکرؓ کے زبان مبارک سے ہوا۔

یہی کیفیت یا اس سے ملتی جلتی کیفیت ہمیں آج کے مامور سیدنا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کے دور میں آپؑ کے والد محترم حضرت غلام مرتضیٰ کی وفات پر دیکھنے کو ملتی ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے والد ماجد کی وفات پر زندگی کے معاش کی فکر دامن گیر ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے قرآنی آیت اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبۡدَہٗ ؕ بطور الہام نازل فرما کر آپؑ کو تسلی دی اور فرمایا۔ کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں؟ تو یہاں بھی شخصیت پرستی کے طرز عمل کی نفی کر دی گئی۔

بعض لوگ اپنے بیٹوں پر انحصار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ عنایت ربی ہے۔ اسی کی دین ہے۔ حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ اپنی اولاد کو مہمان سمجھنا چاہئے۔ پھر آپ علیہ السلام اس حوالہ سے حضرت ابراہیمؑ کی مثال دے کر فرماتے ہیں کہ ”ابراہیم علیہ السلام کا یہی عظیم الشان اخلاص تھا کہ بیٹے کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ اسلام کا منشاء یہ ہے کہ بہت سے ابراہیم بنائے۔ پس تم میں سے ہر ایک کو کوشش کرنی چاہئے کہ ابراہیم بنو۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں

ولی پرست نہ بنو بلکہ ولی بنو
اور پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 518 جدید ایڈیشن)

* حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون کو نہایت آسان اور پُر معارف معنوں میں یوں بیان فرمایا ہے۔

”ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرتے ہیں اور ہم یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ وہ کرتا ہے بہتر کرتا ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ اللہ تعالیٰ کے کاروبار میں جن کا اس نے ارادہ کیا ہوتا ہے کسی قسم کا فرق آجاتا ہے۔ ایسا تو وہم کرنا بھی سخت گناہ ہے۔ نہیں بلکہ وہ کاروبار جس طرح وہ چاہتا ہے بدستور چلتا ہے اور جس طرح اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اُسے چلاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے کہ وہ راستہ ہی میں فوت ہو گئے۔ قوم چالیس دن تک ماتم کرتی رہی۔ مگر خدا تعالیٰ نے وہی کام یشوع بن نون سے لیا۔ اور پھر چھوٹے چھوٹے نبی آتے رہے یہاں تک کہ مسیح ابنِ مریم آگیا اور اس سلسلہ میں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ سے شروع کیا تھا۔ کوئی فرق نہ آیا۔

پس یہ کبھی نہیں سمجھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلہ میں کوئی فرق آجاتا ہے۔ یہ ایک دھوکہ لگتا ہے اور بُت پرستی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اگر یہ خیال کیا جاوے کہ ایک شخص کے وجود کے بغیر کام نہیں چل سکتا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کے وجود کے سوا کسی اور طرف نظر اُٹھانا بھی پسند نہیں کرتا۔“

فرمایا۔ ”میرے ایک چچا فوت ہو گئے تھے عرصہ ہوا میں نے ایک مرتبہ اُن کو عالم رؤیا میں دیکھا اور ان سے اس عالم کے حالات پوچھے کہ کس طرح انسان فوت ہوتا ہے اور کیا ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت عجیب نظارہ ہوتا ہے جب انسان کا آخری وقت قریب آتا ہے تو دو فرشتے جو سفید پوش ہوتے ہیں سامنے آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں مولا بس۔ مولا بس۔ (فرمایا: حقیقت میں ایسی حالت میں جب کوئی مفید وجود درمیان سے نکل جاتا ہے تو یہی لفظ مولا بس موزوں ہوتا ہے)

اور پھر وہ قریب آ کر دونوں اُنگلیاں ناک کے آگے رکھ دیتے ہیں۔ اے رُوح! جس راہ سے آئی تھی اسی راہ سے واپس نکل آ۔

فرمایا: ”طبی امور سے ثابت ہوتا ہے کہ ناک کی راہ سے روح داخل ہوتی ہے اسی راہ سے معلوم ہوا نکلتی ہے۔ توریت سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ نتھنوں کے ذریعہ زندگی کی روح پھونکی گئی۔“

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 274-275 ایڈیشن 1984ء)

* ہمارے موجودہ اور محبوب امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی خطبہ جمعہ 22 جون 2021ء اور خطبہ عید الفطر 2021ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں اس مضمون پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کی طرف توجہ دلائی ہے۔

روحانی بزرگوں سے پیار تو شخصیت پرستی نہیں

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم انبیاء، صلحاء اور خلفاء کرام سے جو پیار کرتے ہیں اور ان پر اپنی جان، مال، عزت اور وقت غرض سب کچھ وار دیتے ہیں کیا یہ شخصیت پرستی کے زمرے میں نہیں آتا؟

اس کا آسان جواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول سے تم اپنی جانوں سے زیادہ پیار کرو۔ بقیہ صفحہ 12 پر

عائشہ چودھری۔ جرمنی

سورۃ المومن اور حٰمٓ السّجدۃ کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ المومن

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی چھیاسی آیات ہیں۔

اس سورت کا آغاز حٰمٓ کے مقطعات سے ہوتا ہے اور اس کے بعد کی چھ سورتوں کا آغاز بھی انہی مقطعات سے ہوتا ہے۔ گویا اس کے سمیت کُل سات سورتیں ہیں جن کا آغاز حٰمٓ سے ہوتا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ ان سورتوں کا سورۃ الفاتحہ کی سات آیتوں سے کوئی تعلق ہے تو کیا ہے۔

گزشتہ سورت میں بنی آدم کو تلقین فرمائی گئی ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے۔ دراصل قنوطیت ابلیس کی صفت ہے اور جو سچے دل سے اللہ کی رحمت پر توکل کرے گا اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ سب گناہ بخشنے کی قدرت رکھتا ہے۔

اسی طرح گزشتہ سورت میں ملائکہ کے حآفّین ہونے کا ذکر ہے کہ وہ عرش کے ماحول کو گھیرے میں لئے ہوئے ہیں لیکن اس سورت میں مزید یہ فرمایا گیا کہ تمہاری بخشش کا تعلق ملائکہ کی دعاؤں سے بھی ہے جنہوں نے اللہ کے عرش کو اٹھایا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو کوئی مادی چیز نہیں کہ وہ کسی عرش پر بیٹھا ہوا ہو اور اسے فرشتوں نے اٹھایا ہوا ہو۔ اللہ تو ہر جگہ موجود ہے اور اس نے کائنات کی ہر چیز کو اٹھایا ہوا ہے اس لئے یہاں اس کی تنزیہی صفات کا ذکر ہے اور عرش سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب صافی ہے جو اللہ کی تخت گاہ ہے اور آپؐ کے دل کو تقویت دینے کے لئے فرشتے اسے چاروں طرف سے گھیرے رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے گنہگار بندوں کے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں اور اس کے علاوہ ان کی ذرّیات کے لئے بھی دعائیں کرتے ہیں۔ پس مجھے یقین ہے کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کے عرش سے اٹھنے والی وہ دعائیں ہیں جو قیامت تک آنے والے نیک بندوں اور اُن کی ذرّیت کے لئے آپؐ نے کیں۔

اسی سورت میں اس وقت جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، ایک ایسے شہزادے کا ذکر ملتا ہے جو موسیٰؑ پر ایمان لے آیا تھا مگر اسے چھپاتا تھا۔ مگر جب اس کے سامنے موسیٰؑ کو قتل کرنے کی سازشیں کی گئیں تو وہ اس وقت اس کے اظہار سے باز نہ رہ سکا اور اپنی قوم کو ایک عظیم الشان تنبیہ کی کہ اگر موسیٰؑ جھوٹا ہے تو اسے چھوڑ دو۔ جھوٹے از خود ہلاک ہو جایا کرتے ہیں۔ لیکن اگر وہ سچا ہوا تو پھر جن چیزوں سے وہ تمہیں ڈراتا ہے ان میں سے بعض ضرور تمہیں آ پکڑیں گی۔

یہاں ہمیشہ کے لئے قوموں کو یہ نصیحت ہے کہ نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا کرو۔ اگر وہ جھوٹے ہیں تو وہ خود ان کو ہلاک کرے گا لیکن اگر وہ سچے نکلے اور تم نے ان کا انکار کر دیا تو تم ان کے وعید میں سے بعض ضرور اپنے بارہ میں پورے ہوتے دیکھو گے۔ چونکہ ان آیات کا تعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا اعلان کرنے والوں سے بھی ہے اس لئے ان کی تاریخ بتاتی ہے کہ بعینہٖ یہی معاملہ ان کے ساتھ ہوا۔ تمام جھوٹے نبی ہلاک کر دیے گئے اور ان کا نام و نشان بھی تاریخ میں نہیں ملتا۔

اسی تعلق میں حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق بھی لوگوں کے اس دعویٰ کا ذکر ہے کہ آپؑ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اگر یہ بات سچی ہوتی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مبعوث ہوتے؟ پس یہ محض ان لوگوں کے دعوے ہیں جن کو اللہ کی تقدیر کا کچھ بھی علم نہیں۔ ہر چیز بند ہوسکتی ہے مگر اللہ کے فضلوں کی راہ ہرگز بند نہیں ہوسکتی۔ اسی ضمن میں کہ اللہ تعالیٰ جھوٹوں کو ہلاک کرتا ہے یہ بھی تنبیہ فرما دی گئی کہ وہ سچوں کی ضرور مدد فرماتا ہے اس لئے تم جو چاہے زور لگا لو، تم اللہ تعالیٰ کے سچے نبیوں کو کبھی بھی ناکام و نامراد نہیں کرسکو گے۔

آیت نمبر 66 میں دین کو خالص کرنے کی پھر تاکید فرمائی گئی ہے کہ زندہ خدا کے سوا اَور کوئی معبود نہیں۔ پس اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اسے پکارو۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 829- 830)

سورۃ حٰمٓ السّجدہ

یہ سورت مکی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی پچپن آیات ہیں۔

سورۃ المومن کے بعد سورۃ حٰمٓ السّجدہ آتی ہے جس کا آغاز حٰمٓ کے مقطعات سے ہی فرمایا گیا ہے۔

اس سورت کے آغاز ہی میں یہ دعویٰ فرمایا گیا ہے کہ قرآن ایک ایسی فصیح و بلیغ زبان میں نازل ہوا ہے جس نے مضامین کو کھول کھول کر بیان کیا ہے لیکن اس کے جواب میں منکرین کہتے ہیں کہ ہمارے دل پردہ میں ہیں۔ ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور تمہارے اور ہمارے درمیان ایک حجاب حائل ہے۔ اور رسول کو مخاطب ہوکر یہ چیلنج دیتے ہیں کہ تُو بے شک جو چاہتا ہے کرتا رہ، ہم بھی ایک عزم لے کر اپنے کاموں میں مصروف ہیں۔ یہاں یہ خیال پیدا نہیں ہونا چاہئے کہ انبیاء کو دشمن کھلی چھٹی دے دیتا ہے کہ جو چاہیں کریں بلکہ مراد یہ ہے کہ تُو اپنی جگہ کام کر اور ہم ان کاموں کو ناکام بنانے کی ہمیشہ سعی کرتے رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا یہ جواب سکھایا گیا کہ تُو ان سے کہہ دے کہ میں اگرچہ تمہارے جیسا بشر ہی ہوں مگر مجھ پر جو وحی نازل ہوئی ہے اس کے نتیجہ میں تمہارے اور میرے درمیان زمین وآسمان کا فرق پڑ چکا ہے۔

اس سورت میں بعض ایسی آیات ہیں جو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں بعض لوگ اُن پر اعتراض کرتے ہیں۔ مثلاً آیت نمبر 11 تا 13 کے بارہ میں وہ سمجھتے ہیں کہ ابتدائے آفرینش میں جو ساری کائنات ایک دھند کی طرح جوّ میں پھیل گئی تھی اُسی کا ذکر کیا جا رہا ہے حالانکہ زمین کی پیدائش تو اس کے بہت بعد ہوئی ہے۔

دراصل یہاں یہ مضمون بیان ہو رہا ہے کہ زمین میں جو خوراک کا نظام ہے وہ چار اَدوار میں مکمل کیا گیا ہے اور پہاڑوں کے قیام نے اس میں مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ پھر اس کے بعد یہ فرمایا کہ اس کے اوپر کا آسمان ایک دھوئیں کی سی صورت میں تھا۔ یہ دھواں دراصل ایسے بخارات کی شکل میں تھا جو زمین کے قریب کے سات آسمانوں سے بھی بہت بلند تر تھا اور بار بار جب وہ بخارات زمین پر برستے تھے تو گرمی کی شدّت کے باعث پھر دھواں بن کر آسمان کی بلندیوں میں عروج کر جاتے تھے۔ ایک بہت لمبے عرصے تک زمین کی یہ کیفیت رہی اور بالآخر وہ پانی زمین پر برس کر سمندروں کی صورت میں زمین میں پھیل گیا جہاں سے بخارات کی صورت میں چڑھ کر پہاڑوں سے ٹکرا کر پھر واپس زمین پر برسنے لگا۔ اس کے بعد دو ادوار میں زمین کے قریب کے سات آسمان مکمل کئے گئے اور آسمان کی ہر تہہ کو گویا معیّن حکم دے دیا گیا کہ تم نے یہ کام سرانجام دینا ہے۔ آج سائنسدان زمین کے گرد سات طبقوں میں بٹے ہوئے آسمان کا ذکر کرتے ہیں تو اس کے ہر طبقے کا ایک معیّن کام بیان کرتے ہیں جس کے بغیر زمین پر انسان کی بقا ممکن نہیں تھی۔ اور یہ سارے آسمانی طبقات زمین اور اہلِ زمین کی حفاظت پر ہی مامور ہیں۔

جس استقامت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم عطا فرمائی گئی اس کی تفصیل اور پھر اس کے عظیم اجر کا دو حصوں میں ذکر ہے۔ پہلے حصہ میں تو تمام مومنوں کو یہ خوشخبری دی گئی ہے کہ اگر وہ دشمن کے مظالم کے مقابل پر استقامت دکھائیں گے تو اللہ تعالیٰ ایسے فرشتے ان پر نازل فرمائے گا جو اُن کے دل کی ڈھارس بندھائیں گے اور اُن سے کلام کرتے ہوئے تسلی دیں گے کہ ہم اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھ ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے ساتھ ہوں گے

اس کے بعد ان آیات میں جو وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ سے شروع ہوتی ہیں، اس مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ اگر استقامت کے ذریعہ اپنی حفاظت کے علاوہ اللہ پر توکل کرتے ہوئے تم ان کو صبر اور حکمت کے ساتھ پیغام پہنچانے میں کوتاہی نہیں کرو گے تو وہ جو تمہاری جان کے پیاسے دشمن ہیں وہ ایک وقت تمہارے جاں نثار دوست بن جائیں گے۔ مگر یہ معجزہ سب سے اعلیٰ شان کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں پورا ہوا جو سب صبر کرنے والوں سے زیادہ صبر کرنے والے تھے اور آپؐ کو صبر سے ایک حظِّ عظیم عطا کیا گیا تھا اور واقعۃً آپؐ کی زندگی میں ہی آپؐ کی جان کے دشمن بڑی کثرت کے ساتھ آپؐ کے جاں نثار دوستوں میں تبدیل ہو گئے۔

اس سورت کے اختتام پر یہ ذکر فرمایا گیا ہے کہ ہم ان لوگوں کو جو اللہ سے ملاقات کے منکر ہیں بہت سے نشانات دکھائیں گے جن کا تعلق آفاق پر رونما ہونے والے نشانات سے بھی ہو گا اور اس حیرت انگیز نظامِ زندگی سے بھی ہو گا جو اللہ تعالیٰ نے ان جسموں کے اندر تشکیل دیا ہے۔ پس جن کو آفاق پر اور اپنے اندرونے پر نظر ڈالنے کی توفیق ملے گی ان کا یہی اعلان ہو گا کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 847- 848)

غلام مصباح بلوچ۔استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا

حضرت حکیم احمد حسین لائل پوری رضی اللہ عنہ

حضرت حکیم احمد حسین لائل پوری رضی اللہ عنہ پرانے اور مخلص صحابہ میں سے ایک تھے۔ آپ ایک لائق حکیم تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اچھا علمی مذاق رکھتے تھے اور نظم و نثر میں قلم چلانے والے تھے۔ بقول حضرت شیخ عبدالکریم صاحب جلد ساز آف کراچی آپ ’’گو لاہور کے باشندہ تھے مگر چونکہ لائلپور میں حکمت کا کام کرتے تھے اور وہیں ان کی وفات ہوئی اس لئے لائل پوری مشہور ہیں۔‘‘ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ کیونکہ آپ کی وفات لائل پور میں نہیں ہوئی۔ بہرحال جماعتی لٹریچر میں آپ کا زیادہ تر ذکر آپ کی نظموں اور مضامین کی صورت میں محفوظ ہے اور نظموں کے ساتھ جو آپ کا تعارف شائع ہوا ہے اس میں ایک جگہ قیام کراچی اور ایک جگہ ’’سابق معالج رؤساء سندھ و سابق ایڈیٹر وکیل اسلام حال وارد لائل پور‘‘ لکھا ہے۔

آپ کی بعض نظموں کا ذکر ذیل میں دیا جاتا ہے۔ آپ کی مسدس مشتمل بر پند ونصائح اہل تشیع اخبار بدر 8 و 16 جون 1904ء صفحہ 9 پر شائع شدہ ہے جہاں آپ کا تخلص جرّار اور قیام کراچی لکھا ہے:

دم ز بو بکر و عمر عثمان و حیدر می زنم
احمدی ام نعرۂ اللہ اکبر می زنم

حضرت اقدس علیہ السلام کی مجلس میں سب سے آخری نظم 16/ مئی 1908ء کو آپ نے سنائی، اس کے بعد کوئی نظم حضرت اقدس کے حضور میں نہیں سنائی گئی:

یا رب قادیاں میں میرا مزار ہووے
اور میرا ذرّہ ذرّہ اس پر نثار ہووے

(الحکم 18/ جولائی 1908ء صفحہ 8)

اسی طرح جلسہ سالانہ دسمبر 1908ء کے موقع پر آپ نے ’’بھارت ماتا‘‘ عنوان سے ایک پنجابی نظم سنائی جس میں اہل ہند کے لیے پیغام ہے، یہ نظم اخبار بدر 21/ جنوری 1909ء صفحہ 9 پر شائع شدہ ہے۔ آپ کی ایک نظم ’’اے قادیان کی بستی تجھ پر سلام ہووے‘‘ اخبار الفضل 7 مارچ 1916ء صفحہ 12 پر شائع شدہ ہے۔

آپ کے تحریر کردہ مضامین میں ’’مثیل مسیح اور مثیل پطرس‘‘ (الحکم 10/ جولائی 1908ء صفحہ 11، 12)، ’’اللہ کی ہستی اور ثناء اللہ کا تعصب‘‘ (الحکم 6/ اگست 1908ء صفحہ 6)، ’’درود شریف سے اثبات نبوت‘‘ (الفضل 22/ اپریل 1916ء صفحہ 4) اور ’’خدا کی قسم مسیح موعود نبی اللہ تھا‘‘ (الفضل 31 مارچ 1917ء صفحہ 9-11) وغیرہ جماعتی لٹریچر میں موجود ہیں۔

ان تحریری خدمات کے علاوہ عملی طور پر خدمت دین اور تبلیغ میں بھرپور حصہ لیتے۔ حضرت شیخ عبدالکریم صاحب جلد ساز آف کراچی بیان کرتے ہیں: ’’مَیں 1903ء میں حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری کے ذریعہ احمدی ہوا تھا.... وہ اپنے کام کے لئے کراچی تشریف لائے تھے۔ ان کی تبلیغ سے میں احمدی ہو گیا تھا۔‘‘ (رجسٹر روایات صحابہ نمبر 1 صفحہ 1) ایک مرتبہ دہلی میں آپ نے پادری احمد مسیح سے مباحثہ کیا۔ (الفضل 14 اگست 1922ء صفحہ 2) حضرت اقدس علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ نے حضرت چودھری محمد حسین باجوہ رضی اللہ عنہ آف تلونڈی عنایت خان (وفات: یکم مارچ 1933ء) کی معیت میں بغرض فراہمی چندہ تبلیغ ضلع لائل پور اور سرگودھا کا دورہ کیا۔

(الحکم 26/ جولائی 1908ء صفحہ 7 کالم 1)

رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں غیروں کی شراکت اور حضرت اقدسؑ کا ذکر ہٹانے کی تجویز پر جن مخلصین نے غیرت مندانہ خطوط لکھے اُن میں ایک خط حکیم محمد حسین صاحب لائل پور کے نام سے بھی شائع شدہ ہے، واللہ اعلم یہ آپ ہی ہیں یا کوئی اور۔ بہرحال وہ خط اس طرح ہے:

’’.... اخبار الحکم مورخہ 24/ فروری 1906ء کا مطالعہ کیا اور خطوط مولوی صاحب محمد علی صاحب بنام ایک ایڈیٹر غیر احمدی کے پڑھے، دل نہایت خوش ہوا مگر ساتھ ہی خواجہ صاحب کی تجویز پڑھنے سے نہایت رنج ہوا بلکہ لائل پور کی تمام جماعت افسوس کرتی ہے۔ امید یہ کہ یہ کاروائی حضرت اقدس علیہ السلام کے حضور پیش نہیں ہوئی۔ آپ ذرا غور فرمائیں کہ مولوی محمد علی صاحب کو خدا نے اِس قدر طاقت علمی عملی بخشی تو کس کی خاطر! حضرت اقدس علیہ السلام کے زیر سایہ رہنے سے، ورنہ پہلے مولوی صاحب نے کوئی ایسی کاروائی نہیں دکھلائی۔ اور یہ تحریر فرماویں کہ حضرت اقدس علیہ السلام کا مشن اسلام کے باہر ہے یا اسلام میں داخل ہے؟ اگر اسلام میں داخل ہے تو باہر نہیں ہونے چاہئے اور وسط سطر میں حضرت اقدس کا نام مبارک آوے تا لوگوں کو معلوم ہو کہ اسلام کس کے ذریعہ چل رہا ہے اور مولوی صاحب کس کے زیر سایہ ہیں۔ اس وقت تک جس قدر اشاعت رسالہ کی حضرت اقدس کے ارشاد سے بیرونجات میں مخالفوں کے نام مفت ہوئی اس میں جماعت نے حتی الوسع خدمت بجالانے میں کوتاہی نہیں کی اور آئندہ دست بدعا ہیں کہ خدا ہم کو طاقت دے کہ ہم سب مل کر اس کی اشاعت میں سرتوڑ کوشش کریں۔ نہ معلوم کہ ایک ایڈیٹر مخالف کے لکھنے سے ضمیمہ کی تجویز کریں۔ جب ہم احمدی فرقہ کا ایمان ہے کہ اشاعۃ اسلام اور خوبیاں اسلام کی بیان کرنا اور تجدید دین حضرت اقدس علیہ السلام کا کام ہے تو کیا جب مخالف ان کا نام ہی لکھوانا نہیں چاہتے تو ان....

حکیم محمد حسین از لائل پور

(بدر 5/ اپریل 1906ء صفحہ 7 کالم 3)

خلافت ثانیہ کے موقع پر آپ ابتداء میں غیر مبائعین کے ساتھ تھے لیکن جلد ہی خلافت حقہ کو پہچان کر ایمان لے آئے، اخبار فاروق نے ’’حکیم احمد حسین لائلپوری خلیفہ ثانی کی بیعت میں‘‘ سرخی کے تحت لکھا:

’’حکیم صاحب موصوف کے مخلصانہ اشعار اور اے قادیان کی بستی تجھ پر سلام ہووے‘‘ ایسے مصرعوں میں مدینۃ المسیح سے پیار اور پھر حضرت خلیفۃ ثانیؓ کی مخالفت میں مضامین مندرجہ پیغام دیکھ کر ہمیں تعجب ہوتا تھا کہ حکیم صاحب کو کیا ہوگیا۔ ’’الحق‘‘ دہلی کے خلاف بھی انہوں نے بہت کچھ لکھا تھا، الحمد للہ کہ اب حجاب دور ہوا اور وہ سمجھ گئے کہ حق پر وہی مسلمان فریق ہے جس کے ساتھ خدا نے اپنی معیت کا وعدہ فرمایا ہے۔ آپ کی بیعت کا خط حسب ذیل ہے:

حضرت خلیفۃ ثانی مصلح موعود علیہ السلام:

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ بعض وجوہات سے بیعت میں تاخیر ہوئی جس کی معافی کا خواستگار ہوں۔ میرے دل نے اب تسلیم کرلیا ہے کہ خدا نے آپ کو خلیفۃ المسیح الموعود علیہ السلام بنایا جس کی اتباع لازم ہے، اس واسطے حضور میری بیعت قبول فرماویں اور میرے حق میں دعا فرماویں۔ میری کمزوری اور لغزش کو بھی معاف فرمایا جاوے۔ راقم حکیم احمد حسین احمدی لائلپوری‘‘

(فاروق 24/ فروری 1916ء صفحہ 8 - 9)

15/ فروری 1920ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بریڈلا ہال لاہور میں وزیر اعظم انگلستان مسٹر لائڈ جارج کے اعلان کہ ’’آئندہ دنیا کا امن عیسائیت سے وابستہ ہے‘‘ کے جواب میں نہایت پُر زور لیکچر ارشاد فرمایا، اس اجلاس میں حضرت حکیم احمد حسین لائل پوری صاحبؓ نے کلام محمود سے حضورؓ کی درج ذیل نظم کا ایک حصہ پڑھا:

کیا جانیے کہ دل کو مرے آج کیا ہوا
کس بات کا ہے اس کو دھڑکا لگا ہوا

(الفضل 26 فروری 1920ء صفحہ 3 کالم 1)

آپ نے برہان پور (صوبہ مدھیا پردیش۔ انڈیا) میں وفات پائی، اخبار الفضل نے لکھا:

’’ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائل پوری وارد برہان پور علاقہ نماڑ قضاء الٰہی سے فوت ہوگئے ہیں، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم بڑی خوبی کے آدمی تھے، شاعر تھے اور واعظ خوش الحانی سے عموماً جلسہ پر نظمیں سنایا کرتے تھے۔ ان کی نظم ’’اے قادیاں کی بستی تجھ پر سلام ہووے‘‘ بہت مقبول ہوئی تھی۔‘‘

(الفضل 14 فروری 1925ء صفحہ 2)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 13/ فروری 1925ء میں آپ کی نمازہ جنازہ غائب کا اعلان فرمایا: ’’میں نماز کے بعد حکیم احمد حسین صاحب کا جنازہ پڑھوں گا۔ حکیم صاحب شاعر تھے، اکثر جلسوں میں شعر پڑھا کرتے تھے اور مخلص احمدی تھے۔ ان کے بھائی کا خط آیا ہے کہ وہ علاقہ نماڑ میں فوت ہوئے ہیں اور ان کا جنازہ پڑھنے والا کوئی نہ تھا اس لئے میں ان کا جنازہ پڑھوں گا۔‘‘

(خطبات محمود جلد 9 صفحہ 41)

بقیہ: فرمان خلیفۂ وقت...... از صفحہ 1

فصل تھی، اناج تھا تمام گھر لے آئے اور چندہ ادا نہیں کیا۔ کہتے ہیں جب میں واپس آیا اور میں نے دیکھا، پتا کیا تو پتا لگا کہ بچوں نے تو سارا اناج گھر میں رکھ لیا ہے۔ اس پر میں نے بچوں سے کہا کہ ابھی سارا اناج گھر سے باہر نکالو اور چندے کا حصہ علیحدہ کرو۔ چنانچہ جب بچوں نے وہ سارا اناج گھر سے نکالا اور چندے کا حصہ نکال کر اسی جگہ پہ وہ واپس رکھا تو کہتے ہیں اس میں کوئی بھی کمی نہیں تھی اور بچے یہ چیز دیکھ کر حیران رہ گئے کہ چندہ علیحدہ کیا ہے لیکن اس کے باوجود اناج اتنے کا اتنا ہی ہے۔ اس پر کہتے ہیں مَیں نے انہیں بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ نے آپ لوگوں کو دکھایا ہے کہ اس کی راہ میں خرچ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ یہ صحیح اسلام کی تعلیم پر عمل کرنے والے ان لوگوں کا ایمان ہے جو ہزاروں میل دور بیٹھے ہیں اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کیا، مانا۔

چندے کی برکت سے مشکلات کے دور ہونے اور مضبوطی ایمان کا بھی ایک واقعہ ہے۔ آئیوری کوسٹ کی جماعت دپنگو ہے۔ وہاں سے تعلق رکھنے والے ایک احمدی دوست یعقوب صاحب کہتے ہیں کہ میں کافی دیر سے احمدی تھا لیکن چندے کے نظام میں شامل نہیں تھا۔ پہلے میری زندگی ہمیشہ مسائل میں گھری رہتی تھی۔ کبھی بچے بیمار رہتے تھے تو کبھی فصل کی وجہ سے پریشانی رہتی۔ لیکن گزشتہ تین سال سے میں چندہ وقف جدید کے بابرکت نظام میں شامل ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مالی نظام کا مستقل حصہ بننے کے بعد خدا تعالیٰ نے زندگی بدل دی ہے۔ اب میرے بچے پہلے سے زیادہ صحت مند ہیں اور فصل بھی زیادہ ہوتی ہے۔

(خطبہ جمعہ 5 جنوری 2018ء)

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 29

گزشتہ سبق سے ہم نے اردو زبان میں صفت کے استعمالات پہ بحث کا آغاز کیا ہے۔ اور یہ واضح کر دیا تھا کہ صفت کو انگریزی میں ایڈجیکٹیو Adjective کہتے ہیں۔صفت کسی اسم یعنی کسی شخص، چیز یا جگہ کے نام میں مزید اضافہ کرتی ہے۔ جیسے سادہ نام ہے لڑکا تو نیک ایک صفت ہے پس جب ہم کہیں گے کہ نیک لڑکا تو ہم اسم لڑکا میں اضافی معلومات دیں گے کہ لڑکا ہے اور نیک ہے وغیرہ۔ اسی طرح صفت کی اقسام ہوتی ہیں جن پہ ہم آئندہ آنے والے اسباق میں بات کرتے چلے جائیں گے۔ اس وقت جس قسم کا ذکر چل رہا ہے وہ ہے ''صفت ذاتی'' اس وقت ہم اسم صفت کے ساتھ لگ کر معنوں کو مزید بڑھانے والے، مبالغہ پیدا کرنے والے اور درست تصویر کشی میں مدد کرنے والے الفاظ پر بات کریں گے۔ یہ سلسلہ گزشتہ سبق سے شروع ہوا تھا اور بعض الفاظ پہلے ہی بیان کئے جا چکے ہیں۔

بڑا۔ یہ لفظ کسی چیز کے حجم یا جسامت کو بیان کرنے میں اس وقت مدد کرتا ہے جب کسی چیز کا حجم یا جسامت عام حد سے زیادہ بڑی ہو مثلاً لمبا سانپ کو مزید وضاحت دینے کے لئے کہیں گے بڑا لمبا سانپ۔ گہرا تالاب۔ بڑا گہرا تالاب۔

نہایت۔ یہ لفظ فارسی الفاظ کے ساتھ آتا ہے۔ لیکن ایک عام اردو بولنے والے کے لئے ضروری نہیں کہ وہ یہ جانتا ہو کہ کون سا لفظ اردو میں فارسی ہے۔ لہذا مشق اور مطالعہ کسی زبان میں کمال حاصل کرنے کے لئے بہت ضروری ہیں۔ اب مثالیں دیکھتے ہیں۔ نہایت عمدہ، نہایت نفیس۔

ایک۔ بعض اوقات ''ایک'' کا لفظ بھی زور یا مبالغہ پیدا کر دیتا ہے مگر برائی اور مذمت کے معنی میں۔ جیسے ایک چھٹا ہوا یعنی بہت برا، بدنامِ زمانہ شخص۔ ایک بدذات ہے۔ وغیرہ

اسی طرح: اعلیٰ، اعلیٰ درجہ، اوّل نمبر، اوّل درجہ، پرلے درجہ کے الفاظ بھی یہی کام دیتے ہیں۔ جیسے اوّل نمبر کا احمق، پرلے درجے کا بیوقوف۔

سا۔ یہ لفظ بھی صفات کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد کسی چیز کی کسی دوسری چیز سے تھوڑی مشابہت بیان کرنا ہوتا ہے جو صفت میں کی کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ جیسے پاگل سا۔ یعنی پاگل نہیں ہے بس پاگلوں جیسی کچھ حرکات ہیں۔ اسی طرح بیوقوف سا، لال سا، کالا سا وغیرہ۔

بعض اوقات ''سا'' کو ہٹا کر ایک مبالغہ ظاہر کیا جاتا ہے یعنی کمی کی بجائے ایک زیادتی ظاہر کی جاتی ہے۔ جیسے اس کا چہرہ غصے سے لال انگارہ ہوگیا۔ لال بھبوکا، کالا بھجنگ، کڑوا زہر، ٹھنڈا برف، سوکھا کانٹا، اندھیرا گھپ، میلا چیکٹ، بڈھا پھوس۔

''سا'' کا استعمال صفت کی زیادتی کے لئے اس طریق سے بھی کیا جاتا ہے۔ جیسے بہت سا آٹا، بڑا ساگھر۔ سا ان معنوں میں سنسکرت جو کہ ہندوستان کی ایک انتہائی قدیم زبان ہے اس کے الفاظ شس بمعنی گُنا (جیسے ایک گُنا، دوگنا) اور سما سے نکلا ہے جو مشابہت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اردو میں یہ الفاظ ''سا'' بن گئے۔

منفی صفات ذاتی

اردو زبان میں بعض حروف اور الفاظ ایسے ہیں جن کے لگانے سے صفت میں نفی کے معنی آجاتے ہیں۔ جیسے ا (الف) لگانے سے اٹوٹ (نہ ٹوٹنے والا)، اٹل (نہ بدلنے والا)، امر (نہ مرنے والا) بن جاتے ہیں۔ اسی طرح اَن لگانے سے انجان۔ بے لگانے سے بے دھڑک (نڈر)، بے جوڑ (یعنی جو بے ربط ہو)۔ بن لگانے سے بن بیاہا، بن بلایا۔ ن لگانے سے جیسے نڈر وغیرہ

صفاتِ نسبتی

صفاتِ نسبتی وہ صفات ہیں جن سے کسی دوسری چیز سے تعلق، دلچسپی یا رشتہ ظاہر ہو۔مثلاً ہند یا ہندوستان سے ہندی، عرب سے عربی فارس سے فارسی، آب یعنی پانی سے آبی جیسے مچھلی ایک آبی جانور ہے۔ پیاز سے پیازی یعنی پیاز کے چھلکوں کے رنگ کا کپڑا وغیرہ۔

1۔عموماً یعنی عام اصول یہ ہے کہ صفاتی نسبت یا تعلق کے اظہار کے لئے اسم کے آخر پہ ''ی'' لگا دیتے ہیں جیسے پہلے بیان ہوا کہ ہند سے ہندی اور پیاز سے پیازی۔

2۔ اگر کسی اسم یعنی چیز وغیرہ کے نام کے آخر پہ ''ی، ہ یا الف'' ہو تو ''ی، ہ اور الف'' کو واؤ سے بدل کر ''ی'' بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے موسیٰ سے موسوی، عیسیٰ سے عیسوی، دہلی سے دہلوی وغیرہ۔

3۔ بعض اوقات ''ہ'' کو غائب کر کے یہ صفت بنا لی جاتی ہے جیسے مکہ سے مکی، مدینہ سے مدنی اور قادیان سے قادیانی وغیرہ۔

ایک بات غور طلب ہے کہ اگر صفات نسبتی بغیر کسی اسم کے آئے تو بجائے خود اسم کا کام دیتی ہے جیسے بنگالی بڑے ذہین ہوتے ہیں۔ باقی آئندہ ان شاءاللہ۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

تقویٰ کا مضمون باریک ہے۔ اس کو حاصل کرو۔ خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ جس کے اعمال میں کچھ بھی ریا کاری ہو خدا اس کے عمل کو واپس الٹا کر اس کے منہ پر مارتا ہے۔متقی ہونا مشکل ہے۔مثلاً اگر کوئی تجھے کہے کہ تو نے قلم چرایا ہے تو، تُو کیوں غصہ کرتا ہے۔ تیرا پرہیز تو محض خدا کے لئے ہے۔ یہ طیش اس واسطے ہوا کہ روبحق نہ تھا۔ جب تک واقعی طور پر انسان پر بہت سی موتیں نہ آجائیں وہ متقی نہیں بنتا۔ معجزات اور الہامات بھی تقویٰ کی فرع ہیں۔ اصل تقویٰ ہے۔ اس واسطے تم الہامات اور رؤیا کے پیچھے نہ پڑو بلکہ حصولِ تقویٰ کے پیچھے لگو۔ جو متقی ہے اسی کے الہامات بھی صحیح ہیں اور اگر تقویٰ نہیں تو الہامات بھی قابلِ اعتبار نہیں۔ ان میں شیطان کا حصہ ہو سکتا ہے۔ کسی کے تقویٰ کو اس کے مُلہم ہونے سے نہ پہچانو بلکہ اس کے الہاموں کو اس کی حالت تقویٰ سے جانچو اور اندازہ کرو۔ سب طرف سے آنکھیں بند کر کے پہلے تقویٰ کی منازل کو طے کرو۔ انبیاء کے نمونہ کو قائم رکھو۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 173 ایڈیشن 2016)

مشکل الفاظ کے معنی

باریک مضمون: پیچیدہ، مشکل، عام فہم نہ ہونا، بلکہ غور طلب ہونا

ریا کاری: دکھاوا کرنا، صرف لوگوں میں عزت حاصل کرنے کے لئے کوئی کام کرنا

واپس الٹانا: یعنی برعکس نتیجہ نکلنا، بجائے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے ناراض کر لینا۔

پرہیز: سیاق و سباق کے مطابق اس کا مطلب ہے کسی بدزنی، بدگمانی کا جواب دینے کی بجائے محض خدا تعالیٰ کی خاطر خاموش رہنا اور غصے کے وقت غصہ نہ کرنا۔

طیش: سخت غصہ

روبحق: رو کا معنی ہے چہرہ یا توجہ اور حق سے مراد ہے اللہ تعالیٰ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ نہ ہونا۔

معجزات: معجزہ کی جمع

الہامات: الہام کی جمع

فرع: قسم، نوع، شاخ، حصہ، شعبہ

ملہم: جسے الہام ہو

جانچو: سمجھنا، پرکھنا

منازل: منزل کی جمع

سب طرف سے آنکھیں بند کر کے: محاورہ ہے یعنی پوری توجہ سے۔

آج کی دعا

رَبِّ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ ھَمَزٰتِ الشَّیٰطِیۡنِ ﴿۹۸﴾ وَ اَعُوۡذُ بِکَ رَبِّ اَنۡ یَّحۡضُرُوۡنِ ﴿۹۹﴾

(المومنون:98 - 99)

ترجمہ: اے میرے ربّ! میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور (اس بات سے) میں تیری پناہ مانگتا ہوں اے میرے ربّ! کہ وہ میرے قریب آئیں۔

یہ قرآن کریم میں مذکور شیطانی تدابیر سے محفوظ رہنے کی افضل دعا ہے۔

ہمارے پیارے امام عالی مقام سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 15 جون 2018ء میں اس دعا کی تحریک فرمائی ہے۔

مرسلہ: مریم رحمٰن

سعدیہ طارق

ہم کفو کی تلاش

ضرورت رشتہ ایک ایسا موضوع ہے جو آج کے دور کی ایک تلخ حقیقت بن گیا ہے۔ ہم نے شادی کے اہم فریضہ کو کٹھن ترین بنا دیا ہے، اس موضوع کو زیر بحث لانا بے حد ضروری ہے ورنہ رشتوں کی تلاش کے حالات مزید خراب ہوتے جائیں گے۔

وہ والدین جن کے بچے شادی کے قابل ہیں وہ بچوں کے رشتہ کے لئے انتہائی پریشان نظر آتے ہیں خاص طور پر والدہ زیادہ پریشانی کا اظہار کرتی ہیں۔ اکثر والدین بچوں کے مناسب رشتے مسترد کرتے کرتے خوب سے خوب تر کو تلاش کرتے کرتے بچوں کی شادی کی مناسب عمر ہی گنوا دیتے ہیں۔

ہمیں رشتہ ناطہ کے مسائل کو خاص طور پر توجہ دیتے ہوئے سوچنا پڑے گا اور بچوں سے زیادہ ان کے والدین کی کونسلنگ کرنی ہوگی۔ بعض دفعہ رشتوں کے مسائل میں گھرے ہوئے ماں باپ کے ساتھ بات کرتے وقت بہت تکلیف دہ کیفیت ہوتی ہے سمجھ نہیں آتی کہ ان کی مدد کیسے کی جائے ان کے مسائل کیسے حل کئے جائیں۔ ان کو سمجھانا بھی مشکل ہو جاتا ہے، کہ آپ نے رشتہ کے لئے شرائط ہی بہت رکھ دی ہیں آپ تو خود بھی ان شرائط پر پورے اترتے نظر نہیں آرہے کوئی اور کہاں ان شرائط کے مطابق ہو سکے گا۔

رشتہ دیکھنے کے لئے دین کی تعلیم تو بہت سادہ ہے، کہ ہم کفو دیکھو اور نیک دیکھو، یعنی تقویٰ دیکھو سنت رسول بھی یہی ہے، تقویٰ وہیں ملے گا جہاں دین کی پابندی ہوگی۔

اسی طرح خدا تعالیٰ نے محرم رشتے بھی الگ سے بیان فرما دئے جن کے ساتھ نکاح نہیں ہو سکتا، باقی کوئی شرط نہیں۔

اب ان مسائل کی طرف آتے ہیں جو خود ساختہ ہیں اگر ان باتوں کو نظرانداز کر دیا جائے تو بڑی حد تک پریشانی کم ہو جائے گی

پہلے لڑکے کی والدہ کے بارے میں بات کرتے ہیں وہ کیا چاہتی ہیں، لڑکی گوری ہو، لمبی ہو، پتلی ہو، اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو خاندان اچھا ہو، لڑکے سے 5 سال چھوٹی ہو، گھر سنبھالنے والی ہو۔

اس کو کفو ملانا تو نہیں کہتے یہ تو شرائط ہیں، ان سب شرائط کے مطابق اگر رشتہ مل جائے تو پھر بچوں کے تعلیمی ادارے دیکھے جاتے ہیں اگرچہ ڈگری ایک جیسی بھی ہو اداروں کا فرق یعنی بچی کی ڈگری کس ادارے کی ہے؟ اگر لڑکے نے ڈگری کسی اچھی یونیورسٹی سے لی ہے اور لڑکی کسی کم درجے کی یونیورسٹی سے پڑھی ہے تو پھر بھی رشتہ مسترد ہو جاتا ہے کہ کوئی مطابقت نہیں۔ پھر اگر کسی دیندار گھرانے کی باپردہ بچی ان سب شرائط پر پوری اتر رہی ہو تو یہ کہہ کر بات ختم کر دی جاتی ہے کہ ہمارا اتنے پردے دار گھرانے سے گزارا نہیں ہمارے جیسے درمیانہ سا پردہ کرنے والے ہوں، دین اور تقویٰ کی بات کم ہی کوئی کرتا ہے۔

لڑکی والوں کی شرائط بھی کچھ کم نہیں ہوتیں۔ لڑکا خوبصورت ہینڈسم ڈاکٹر انجنیئر یا کوئی بھی اعلیٰ درجے کی ڈگری ضروری ہے عمر 28 سال سے 30 سال کے درمیان ہی ہو گھر اپنا ہو گاڑی بھی ضروری، تنخواہ بھی اچھی ہو اتنی چھوٹی عمر میں یہ سب چیزیں بچے کے پاس کیسے ممکن ہے کہ ہوگی۔ پھر اگر کم تعلیم کے ساتھ اعلیٰ بزنس ہو تو پھر یہ مسئلہ نکل آئے گا کہ ہماری بچی کی تعلیم زیادہ ہے لڑکے کی تعلیم کم ہے پھر اس بات پر رشتہ مسترد ہو جاتا ہے، آجکل ایک اور رجحان بہت زیادہ ہو گیا ہے لڑکے والے اور لڑکی والے دونوں پارٹیاں ہی چھوٹے گھرانے ڈھونڈتی ہیں یعنی گھر کے افراد کم ہوں اگر بہن بھائی زیادہ ہیں تو پھر بھی بات پسند نہیں آتی اگر قسمت سے سب باتیں کہیں مل جائیں تو پھر استخارہ کی باری آ جاتی ہے استخارہ کے بارے میں بھی بہت غلط فہمی ہے استخارہ کا مطلب خدا سے خیر مانگنا ہے خبر مانگنا نہیں خیر مانگتے ہوئے اگر دل کو اطمینان ہے تو بس اس کو ہی شرح صدر کہتے ہیں۔ استخارہ کے بارہ میں کم علمی کی وجہ سے بعض والدین نے اپنے بچے بوڑھے کر دئے ہیں۔ لیکن کہیں استخارہ ہی صحیح نہیں آرہا روک ہی پڑ رہی ہوتی ہے دس دس سال میں کوئی بھی مناسب رشتہ نہیں ملتا، ایسے لوگوں کو بھی اپنی اصلاح کی ضرورت ہے ان کو چاہئے استخارہ کے بارے میں کسی عالم دین سے راہنمائی لیں۔

اتنی باریک بینی سے رشتہ تلاش کرنے والے ماں باپ سے اگر کبھی پوچھیں کہ آپ کا رشتہ بھی آپکے والدین نے اسی طرح ڈھونڈا تھا؟ تو اکثر یہ جواب ملتا ہے کہ ہمارے ماں باپ نے تو کچھ دیکھا ہی نہیں تھا جو رشتہ آیا اللہ توکل پر کر دیا بس ہم نے بھی گزارا کر ہی لیا اب اگر آپ نے گزارا کر لیا تو آپ کی اولاد نے یہ بات کیوں نہیں سیکھی کہ وہ بھی کچھ کم پر اکتفا کر لیں۔

بچوں کے ذہن بھی ایسے بنانے چاہئیں اور ان کی تربیت بھی ایسے انداز سے کریں کہ وہ سمجھوتا اور قربانی سے اپنے رشتے نبھا سکیں۔

اب آتے ہیں سب سے بڑے مسئلہ کی طرف کہ جو کفو کا ہے کفو کیا ہے؟ اور وہ کون سا کفو ہے جس کی تلاش کرتے کرتے ہم نے اللہ کی بنائی ہوئی تخلیق میں خرابیاں نکالنی شروع کر دیں رشتہ ڈھونڈنے کے چکر میں لوگوں کے وزن اور قد ماپنے شروع کر دئے کفو اس کو نہیں کہتے۔

ہم اپنی ساری عمر اپنے ہم کفو لوگوں کے ساتھ ہی بیتاتے ہیں۔ لیکن اس بات کو سمجھتے نہیں، ہمارے دوست ہمارے ہم کفو ہی ہوتے ہیں، ہمارے ملنے جلنے والے بھی ہم کفو ہوتے ہیں، پھر اپنے خاندان میں بعض ایسے قریبی رشتے دار جن کے ساتھ ہم بے تکلفی سے اٹھتے بیٹھتے ہیں ایک دوسرے کی دعوتیں کرتے ہیں، ان کو اپنے دکھ سکھ میں شامل کرتے ہیں، وہی ہمارے ہم کفو ہیں ان کے ساتھ ہی اپنے تعلق بڑھانے چاہئیں ان کی اچھائیاں خامیاں ہمارے سامنے ہوتی ہیں ان کی اچھائی کے ساتھ ان کی کمزوری کو بھی ہم پہلے سے برداشت کر رہے ہوتے ہیں اس لئے بعد میں کوئی ایسی بات سامنے نہیں آتی جو تکلیف دہ بنے اجنبی لوگوں کا تو کچھ بھی پتہ نہیں ہوتا رشتہ کے بعد بعض دفعہ بہت مشکلات کھڑی ہو جاتی ہیں اس لئے اگر دل مطمئن ہے تو پھر خدا پر توکل کرتے ہوئے اپنے ہم کفو لوگوں میں رشتہ دیکھنا چاہئے (بیجا شرائط عمر کا فرق قوم کا فرق تعلیم کا فرق سب بیکار باتیں ہیں) توکل ہی کامیابی کی کنجی ہے، توکل کی کمی دنیا کے بکھیڑوں میں اور وہموں میں الجھائے رکھتی ہے بندہ ناشکرا بن جاتا ہے خدا کے گلے شکوے شروع کر دیتا ہے۔

خدا رازق ہے اگر آپکے گھر میں بچے کو رزق مل رہا ہے تو اگلے گھر بھی وہی خدا رزق دے گا۔

خدا اور رسول کے حکم و سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنی شرائط کو کم کرتے ہوئے بچوں کے فرائض سے سبکدوش ہوں ان کے نصیب کے لئے بچپن سے دعائیں شروع کریں اللہ سب کے بچوں کو دائمی خوشیوں والے نیک جوڑ عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ: دربارِ خلافت ...... از صفحہ 2

شریر اور کمینہ سمجھتا ہوں جو ایسے بابرکت لوگوں کو توہین اور ناپاک کے الفاظ سے یاد کریں‘‘

(ست بچن، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 111)

راجہ رام چندر جی مہاراج اور کرشن جی مہاراج سارے خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے مقدس وجود ہیں۔ پس یہ اعلان جس نے بھی شائع کیا ہے یا جس نے تصویر بنائی، اس نے یہ سب کچھ شرارت اور فساد پھیلانے کی غرض سے کیا۔ وہاں قادیان کی انتظامیہ نے اس کی پُرزور تردید اخباروں میں شائع کروائی ہے اور حقیقت بھی یہی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے نزدیک حضرت باوا نانک صاحبؒ کا مقام بہت بلند ہے اور ہم اُنہیں بڑی عزت و احترام سے دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کے فساد اور شر سے قادیان کے احمدیوں کو بھی اور اُس کے ماحول کو بھی محفوظ رکھے اور دشمن اپنی شرارتوں میں ناکام و نامراد ہوں۔

(خطبہ جمعہ 12/ اکتوبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

انعام احمد جبہ

دعا اور اخلاق

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

’’جب تک انسان مجاہدہ نہ کرے گا، دعا سے کام نہ لے گا، وہ غمرہ جو دل پر پڑ جاتا ہے دُور نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ ؕ (الرعد:12)۔

یعنی خدا تعالیٰ ہر ایک قسم کی آفت اور بلا کو جو قوم پر آتی ہے دُور نہیں کرتا ہے جب تک خود قوم اس کو دُور کرنے کی کوشش نہ کرے۔ ہمت نہ کرے۔شجاعت سے کام نہ لے تو کیونکر تبدیلی ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ایک لاتبدیل سنّت ہے جیسے فرمایا وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّۃِ اللّٰہِ تَبۡدِیۡلًا (الاحزاب:63) پس ہماری جماعت ہو یا کوئی ہو وہ تبدیل اخلاق اسی صورت میں کر سکتے ہیں جبکہ مجاہدہ اور دعا سے کام لیں ورنہ ممکن نہیں ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 1صفحہ 137۔ ایڈیشن 1984ءمطبوعہ انگلستان)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

ہر احمدی کے اخلاق کا معیار انتہائی اعلیٰ ہونا چاہئے۔ اس کی بارہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تلقین فرمائی ہے۔ اس بارے میں آپ کا اپنا نمونہ کیا تھا اور مخالفین سے بھی آپ کس طرح حسن سلوک فرمایا کرتے تھے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ ایک دوست نے سنایا کہ ایک دفعہ ہندوؤں میں سے ایک شخص شدید مخالف کی بیوی سخت بیمار ہوگئی۔طبیب نے اس کے لئے جو دوائیں تجویز کیں ان میں مُشک بھی پڑتا تھا۔ جب کہیں اور سے اسے کستوری نہ ملی تو وہ شرمندہ اور نادم سا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آیا اور آکر عرض کیا کہ اگر آپ کے پاس مُشک ہو تو عنایت فرمائیں۔ غالباً اسے ایک یا دو رَتّی مُشک کی ضرورت تھی مگر اس کا اپنا بیان ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مُشک کی شیشی بھر کر لے آئے اور فرمایا آپ کی بیوی کو بہت تکلیف ہے یہ سب لے جائیں۔

(مأخوذ از خطبات محمود جلد 15صفحہ 124)

اشتعال انگیزی سے بچنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کیا تعلیم ہے۔حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ طاعون طعن سے نکلا ہے اور طعن کا معنی نیزہ مارنا ہیں۔ پس وہی خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت آپ کے دشمنوں کے متعلق قہری جلوہ دکھایا وہی اب بھی موجود ہے اور اب بھی ضرور اپنی طاقتوں کا جلوہ دکھائے گا اور ہرگز خاموش نہ رہے گا۔ ہاں! ہم خاموش رہیں گے اور جماعت کونصیحت کریں گے کہ اپنے نفسوں کو قابو میں رکھیں اور دنیا کو دکھادیں کہ ایک ایسی جماعت بھی دنیا میں ہوسکتی ہے جو تمام قسم کی اشتعال انگیزیوں کو دیکھ اور سن کر امن پسند رہتی ہے۔

(مأخوذ از حالات حاضرہ کے متعلق جماعت احمدیہ کو اہم ہدایات۔ انوار العلوم جلد 13صفحہ 511-512)

یہ دعا کا قصہ پہلے بھی سنا چکا ہوں کہ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام درد سے دعا کرتے تھے تو ایک تو بد دعا نہیں دینی۔ دوسرے ہر فتنے کی صورت میں ہم نے امن پسند رہنا ہے۔ دعا میں خاص حالت پیدا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رہنمائی فرمائی ہے۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں کہ ’’حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھے کہ دعا کے وقت حقیقی تضرع اس میں پیدا نہیں ہوتا تو وہ مصنوعی طور پر رونے کی کوشش کرے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو اس کے نتیجہ میں حقیقی رقّت پیدا ہو جائے گی۔‘‘

(خطبات محمود جلد 15صفحہ 166)

پھر دعا میں کیسی حالت پیدا کرنے کی ضرورت ہے اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ ’’ہماری بعض معاملات میں ناکامیاں اور دشمنوں میں اس طرح گھرے رہنا صرف اس لئے ہے کہ ہمارا ایک حصہ ایسا ہے جو دعا میں سستی کرتا ہے۔ (اور آج بھی یہ حقیقت ہے) اور بہت ایسے ہیں جو دعا کرنا بھی نہیں جانتے۔ اور ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ دعا کیا ہے؟ (انقلاب انقلاب کی باتیں تو ہم کرتے ہیں لیکن اس میں بہت کمزوری ہے۔) اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ دعا موت قبول کرنے کا نام ہے۔ اور آپ فرمایا کرتے تھے جو منگے سو مر رہے مرے سو منگن جا۔یعنی کسی سے سوال کرنا یا مانگنا ایک موت ہے اور موت وارد کئے بغیر انسان مانگ نہیں سکتا۔ جب تک وہ اپنے اوپر ایک قسم کی موت وارد نہیں کرلیتا وہ مانگ نہیں سکتا۔ پس دعا کا یہ مطلب ہے کہ انسان اپنے اوپر ایک موت طاری کرتا ہے کیونکہ جو شخص جانتا ہے کہ مَیں یہ کام کرسکتا ہوں وہ کب مدد کے لئے کسی کو آواز دیتا ہے۔ کیا یہ ہوتا ہے کہ ایک شخص کپڑے پہننے کے لئے محلّے والوں کو آوازیں دیتا پھرے کہ آؤ مجھے کپڑے پہناؤ یا تھالی دھونے کے لئے، (پلیٹ دھونے کے لئے) دوسروں سے کہتا پھرے کہ مجھے آکے پلیٹ دھلوادو یا قلم اٹھانے کے لئے دوسرے کا محتاج بنتا ہے۔ انسان دوسروں سے اس وقت مدد کی درخواست کرتا ہے جب وہ جانتا ہے کہ یہ کام میں نہیں کرسکتا۔ ورنہ جس کو یہ خیال ہو کہ میں خود کرسکتا ہوں وہ دوسروں سے مدد نہیں مانگا کرتا۔ وہی شخص دوسروں سے مدد مانگتا ہے جو یہ سمجھے کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ سے بھی وہی شخص مانگ سکتا ہے جو اپنے آپ کو اس کے سامنے مرا ہوا سمجھے اور اس کے آگے اپنے آپ کو بالکل بے دست و پا ظاہر کرے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان میرے رستے میں جب تک مر نہ جائے اس وقت تک دعا دعا نہ ہو گی کیونکہ پھر تو بالکل ایسا ہی ہے کہ ایک شخص قلم اٹھانے کی طاقت اپنے اندر رکھتا ہو دوسروں کو مدد کے لئے آوازیں دے۔ کیا اس کا ایسا کرنا ہنسی نہ ہو گا۔ جب ایک شخص جانتا ہو اس میں اتنی طاقت ہے کہ قلم اٹھا سکے تو اس کی مدد نہیں کرے گا۔ اسی طرح جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں خود فلاں کام کرسکتا ہوں وہ اگر اس کے لئے دعا کرے تو اس کی دعا دراصل دعا نہیں ہو گی۔ دعا اسی کی دعا کہلانے کی مستحق ہو گی جو اپنے اوپر ایک موت طاری کرتا ہے اور اپنے آپ کو بالکل ہیچ سمجھتا ہے۔ جو انسان یہ حالت پیدا کرے وہی خدا کے حضور کامیاب اور اسی کی دعائیں قابل قبول ہوسکتی ہیں۔‘‘

(مأخوذ از خطبات محمود جلد 9صفحہ 104)

اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے، تقویٰ کا نور اس کے اندر اور باہر ہو، اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو اور بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ میں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصے کا نقص اب تک موجود ہے۔تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بغض پیدا ہو جاتا ہے اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اول اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہئے کہ ابتداء میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے اس کے لئے درد دل سے دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح کر دیوے اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے جیسے دنیا کے قانون ہیں ویسے ہی خدا کا بھی قانون ہے، جب دنیا اپنے قانون کو نہیں چھوڑتی تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون کو کیسے چھوڑے۔ پس جب تک تبدیلی نہیں ہو گی تب تک تمہاری قدر اس کے نزدیک کچھ نہیں، خدا تعالیٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ جماعت کا ایک حصہ ابھی تک ان اخلاق میں کمزور ہے ان باتوں سے صرف شماتت اعداء ہی نہیں ہے بلکہ ایسے لوگ خود ہی قریب کے مقام سے گرائے جاتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ سب انسان ایک مزاج کے نہیں ہوتے اسی لئے قرآن شریف میں آیا ہے کُلٌّ یَّعۡمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ (بنی اسرائیل:85) بعض آدمی کسی قسم کے اخلاق میں اگر عمدہ ہیں تو دوسری قسم میں کمزور، اگر ایک خلق کا رنگ اچھا ہے تو دوسرے کا برا، لیکن تاہم اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اصلاح ناممکن ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 100-101 ایڈیشن 1988ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

’’انسان کے اخلاق ہمیشہ دو رنگ میں ظاہر ہو سکتے ہیں یا ابتلا کی حالت میں اور یا انعام کی حالت میں۔ اگر ایک ہی پہلو ہو اور دوسرا نہ ہو تو پھر اخلاق کا پتا نہیں مل سکتا۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق مکمل کرنے تھے اس لئے کچھ حصہ آپ کی زندگی کا مکی ہے اور کچھ مدنی۔ مکہ کے دشمنوں کی بڑی بڑی ایذارسانی پر صبر کا نمونہ دکھایا اور باوجود ان لوگوں کے کمال سختی سے پیش آنے کے پھر بھی آپ ان سے حلم اور بردباری سے پیش آتے رہے اور جو پیغام خدا تعالیٰ کی طرف سے لائے تھے اس کی تبلیغ میں کوتاہی نہ کی۔ پھر مدینہ میں جب آپ کو عروج حاصل ہوا اور وہی دشمن گرفتار ہو کر پیش ہوئے تو ان میں سے اکثروں کو معاف کر دیا۔ باوجود قوتِ انتقام پانے کے پھر انتقام نہ لیا۔‘‘

(ملفوظات جلد 6صفحہ 195-196۔ ایڈیشن 1984ءمطبوعہ انگلستان)

رپورٹ: مبارک احمد فرخ۔ نیشنل جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ آسٹریا

بک فیئر ویانا آسٹریا کا انعقاد

وَلۡتَکُنۡ مِّنۡکُمۡ اُمَّۃٌ یَّدۡعُوۡنَ اِلَی الۡخَیۡرِ وَ یَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡہَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ ؕ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ

(آل عمران 105)

اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور وہی لوگ بامراد ہیں“

ان آیات کریمہ کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدیہ مسلم جماعت آسٹریا کولوگوں کو دینِ حق کی طرف دعوت دینے کیلئے تبلیغ کے میدان میں مختلف خدمات کی توفیق مل رہی ہے۔

ویانا، آسٹریا کا سب سے بڑا شہر اور دارالحکومت ہے۔ یورپ کے سنٹر میں واقع اس تاریخی اہمیت کے حامل شہر میں دو ملین سے زیادہ خلقِ خدا آباد ہے۔طرح طرح کے کلچر، مختلف زبانوں اور بیشمار مذاہب کے افراد بستے ہیں۔ سیاسی اور ثقافتی سرگرمیوں کے حوالے سے دنیا بھر میں اس شہر کی اپنی ایک پہچان ہے۔ یہاں جاری قسم ہا قسم کی سرگرمیوں میں سے ایک بہت اہم ایونٹ سالانہ بک فیئر یعنی“ کتابی میلہ“ کا انعقاد ہے۔جس میں میں کاروباری افراد، مصنفین، مذاہب کے نمائندے اور مختلف ممالک کی ایمبیسیز اور مندوبین اپنے سٹالز لگا کر اس کی رونق بڑھاتے ہیں۔ اس بک فیئر کی کشش دور دور سے لوگوں کو کھینچ کر لے آتی ہے اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد اس کو وزٹ کرتے ہیں۔

اس بک فیئر کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ آسٹریا کو بھی توفیق مل رہی ہے کہ 2011 سے ہر سال اس بک سٹال کا حصہ بنتے ہیں اور اسلام کی حسین اور پُرامن تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کرواتے ہیں۔ 2020میں کرونا وباء کی وجہ سے یہ بک فیئر منعقد نہ ہو پایا تھا۔

امسال مورخہ 11تا14نومبر 2021 کو کچھ ضروری حفاظتی اقدامات اور صحت کے اصولوں کوملحوظ رکھتے ہوئے یہ بک فیئر منعقد کروایا گیا۔

اس کی تیاریوں کا عمل بہت عرصہ پہلے بکنگ سے ہوجاتا ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے اس کی بروقت بکنگ کو یقینی بنایا گیا۔ سٹاک میں موجود کتابوں کا جائزہ لیکر فہرستیں مرتب کی گئیں اور جو کمی تھی اس کا آرڈر دیکر وہ بکس اور پمفلٹس منگوائے گئے۔مورخہ 10نومبر کو بک سٹال کی تیاری کیلئے متعلقہ سامان پہنچا کر ترتیب دیا گیا۔ سٹال کی جگہ ایسی تھی کہ دواطراف سے راستہ گذرتا تھا۔ سٹال کے فرنٹ پر دونوں اطراف میں احمدیہ مسلم جماعت آسٹریا کا نام جلی حروف میں لکھا تھا۔ امام

الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر مبارک سٹال کے درمیان میں آویزاں کی گئی جو کہ احمدیہ بک سٹال کو چار چاند لگا رہی تھی۔ یہ تصویر بذات خود تبلیغ کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ احمدیہ مسلم جماعت آسٹریا کے بک سٹال پر آویزاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ تصویر یورپ کے قیافہ شناسوں کو دعوت حق دے رہی تھی کہ یہ پُرنور چہرہ دنیا کوظلمات کے اندھیروں سے نکالنے کے لئے تشریف لاچکا ہے۔خود کو ان تاریکیوں سے نکالو اور اس کی امان میں آجاؤ۔

اگلے دن یعنی 11نومبر کو بک فیئر کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔ جماعت احمدیہ آسٹریا کے مربیان اور رضاکاران بھی دین اسلام کی شمع لئے، تبلیغ کے فرائض سرانجام دینے بروقت اپنے سٹال پر پہنچ چکے تھے۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مکرم ومحترم منیر احمد منور صاحب مبلغ انچارج سوئٹزرلینڈ خصوصی طور پر بک سٹال کیلئے آسٹریا تشریف لائے۔ اس ضمن میں یہ ذکر بھی برمحل ہوگا کہ جماعت احمدیہ آسٹریا نے اس انٹرنیشنل بک فیئر کے موقع پر بک سٹال کی صورت میں یہ ننھا سا پودا مکرم ومحترم منیر احمد منور صاحب مبلغ سلسلہ کے دور میں ہی 2011میں لگایا تھا۔ جو کہ اب تناور درخت بن چکا ہے اور ایک ٹرینڈ ٹیم اس سلسلہ کو آگے بڑھارہی ہےاور مکرم مولانا منیر احمد منور صاحب حضور انور کی منظوری سے اس بک سٹال کی رونق بڑھانے مختلف سالوں میں تشریف لاتے رہتے ہیں اور اپنے وسیع تر تجربے اور مختلف زبانوں پر مہارت سے اس بک سٹال کو مزید مفید بناتے ہیں۔

آسٹریا کے سابق صدر مملکت جناب Heinz Fischer بھی جماعت کے سٹال پر تشریف لائے۔

اس بک فیئر کی کثیر اللسانی اہمیت کے پیش نظر جماعت احمدیہ کے بک سٹال پر مختلف زبانوں میں تراجم پرمشتمل قرآن کریم، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس کے مختلف خطابات کے تراجم اور دیگر تبلیغی پمفلٹس و اسلامی لٹریچر پیش کیا جاتا ہےاور اسلام کی پُرامن تعلیمات پھیلانے اورمغربی اقوام میں اسلام سےمتعلق پائے جانے والے منفی خیالات ورجحانات کو مثبت خیالات سے بدلنے میں اپنا کردار ادا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ سٹال وزٹ کرنے والے لوگ جماعت احمدیہ کے عقائد اور تعلیمات سے متاثر نظر آتے ہیں اور برملا اس کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ ایک غیراز جماعت ایرانی مصنف نے اپنی تصنیفات کا سٹال لگا رکھا تھا۔ بعد از تعارف اور گفت وشنید اس نے اس بات کا برملا اور بڑی خوشی سے اظہار کیا کہ وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب بڑی باقاعدگی سے سنتا ہے۔

امسال جماعت آسٹریا کو یہ اعزاز بھی حاصل رہا کہ اتنے بڑے انٹرنیشنل ایونٹ پر جماعت احمدیہ واحد اسلامی تنظیم تھی جو اسلام کی نمائندگی کر رہی تھی۔ اور لوگوں کو رسول مقبول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حسین اور پُرامن تعلیمات سے روشناس کروا رہی تھی۔

اس بک فیئر کے چاروں ایام میں احباب جماعت احمدیہ آسٹریا نے نہایت اخلاص ووفا کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دیئے اور تبلیغ

کے اس اہم کام کو سرانجام دے کر اس بک سٹال کو کامیاب کیا۔ اس دوران قرآن کریم اور دیگر لٹریچر کے ساتھ ساتھ تبلیغی پمفلٹس بھی کثیر تعداد میں تقسیم کئے گئے۔ اور وزٹ کرنے والے مختلف مذاہب کے افراد کے ساتھ سوال وجواب کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ مکرم محمد اشرف ضیاء صاحب مبلغ انچارج آسٹریا، مکرم منیر احمدمنور صاحب مبلغ انچارج سوئٹزرلینڈ، مکرم نبیل احمد صاحب مربی سلسلہ کی موجودگی اور رہنمائی سے مختلف زبانوں میں سوال وجواب اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے علاوہ اس بک سٹال کے کامیاب انعقاد میں مکرم نصیر الدین صاحب نیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن، مکرم محمد یونس مائیر ہوفر صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ، مکرم مصور احمد صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجہ اور مکرم رستگار منیر احمد صاحب نے بھی خصوصی تعاون کیا۔ اس کے علاوہ بھی اطفال، خدام اور انصار وقتاً فوقتاً تشریف لاکر ڈیوٹی سرانجام دیتے رہے۔

مکرم منیر احمدمنور صاحب نے آسٹریا کے سابق چانسلر کو جماعت کے سٹال پر دعوت دی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تصنیف ”عالمی بحران اور امن کی راہ“ کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔

الحمد للہ اس بک سٹال کے ذریعہ اقوام عالم کے سینکڑوں افراد تک اسلام کا امن بھرا پیغام پہنچایا گیا، ان کو قرآن کریم کے تراجم اور دیگر کتب مفت تقسیم کی گئیں، جس سے لوگوں کو اسلامی تعلیمات کو جاننے اور سمجھنے کا موقع ملا۔ ان میں سے بہت سارے افراد سے اسلام کے مختلف پہلوؤں کے حوالے سے سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ لوگوں نے جماعت احمدیہ کی سرگرمیوں کو سراہا اور اس طرح کے بک سٹالز، لٹریچر اور گفتگو کو وقت کی اہم ضرورت قرار دیا۔بعض لوگوں نے اظہار کیا کہ وہ سوال کرتے ہوئے جھجک محسوس کر رہے تھے لیکن جس طرح ان کے سوالوں کو خندہ پیشانی سے سنا گیا اور ان کے جواب دیئے گئے وہ بہت اچھا لگا۔

احباب جماعت اپنے کام چھوڑ کر اس دینی فریضہ کی انجام دہی کیلئے حاضر ہوتے اور اپنے فرائض نہایت خوش دلی اور دینی جوش وجذبے سے ادا کرتے رہے۔ ایسے میں بچوں کی ٹریننگ اور تربیت کیلئے اطفال الاحمدیہ کو بھی توفیق ملی کہ وہ بچوں کو اس سٹال اور بک فیئر کا وزٹ کروائیں اور انہیں بتائیں کہ کس طرح وہ بھی تبلیغ اور خدمت دین کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکتے ہیں اورمستقبل کے یہ معمار کس طرح اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ بچے اسلام احمدیت کے تعارفی پمفلٹس تقسیم کر رہے تھے۔ لوگ مسکراتے چہروں سے ان بچوں پر نظر ڈالتے اور ان سے وہ تبلیغی پمفلٹس وصول کرتے۔ اس طرح ان ننھے مجاہدوں کو بھی تبلیغ کے اس عظیم کام میں حصہ لینے کی توفیق ملی۔

اس بک سٹال میں معاونت اور مدد کرنے والے تمام احباب کو اللہ تعالیٰ حسناتِ دینی اور متاع دنیوی سے نوازے اور جماعت احمدیہ آسٹریا کی ان حقیر کوششوں میں برکت ڈالے۔ اور اس طرح مزید تبلیغی مساعی اور بیشمار بک سٹالز لگانے کی توفیق دیتا چلا جائے۔ آمین

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری یہ اطلاع دیتے ہیں کہ
حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مورخہ 23 دسمبر 2021ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر کے باہر تشریف لاکر نماز جنازہ حاضر اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

مکرمہ مسرت بھٹی صاحبہ اہلیہ مکرم رشید احمد طاہر بھٹی صاحب مرحوم (آلڈر شاٹ یوکے)
17 دسمبر 2021 کو 76سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ مکرم غلام حیدر کھوکھر صاحب آف یوگنڈا کی بیٹی اور مکرم قاضی عبد السلام بھٹی صاحب کی بہو تھیں۔ یوگنڈا سے 1970 میں یوکے آئیں ۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی یوکے آمد کے بعد حضور کی ڈاک ٹیم کے ساتھ منسلک ہوگئیں اور وفات تک انگلش ڈاک ٹیم کی انچارج کے طور پر خدمت بجالاتی رہیں۔ مرحومہ انتہائی نیک، پرہیز گزار، صوم وصلوۃ کی پابند، تہجد گزار، دُعا گو، بُہت ملنسار، غُرباء کا خیال رکھنے والی اور خلافت کیساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والی ایک نیک دل بزرگ خاتون تھیں۔ اپنے چندہ جات باقاعدگی سے بروقت ادا کیا کرتی تھیں۔ زندگی میں بہت تکالیف دیکھیں لیکن خُدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے تمام تکلیفوں کا سامنا کیا۔ جماعتی کاموں کو ہمیشہ اوّلیت دی اور اپنی بیماری کو بھی کبھی ان کاموں میں حائل نہیں ہونے دیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک ہمشیرہ اور لے پالک بیٹا عزیزم نبیل وحید بھٹی یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

1- مکرم راجہ محمد عبد اللہ خان صاحب ابن مکرم فیروز دین صاحب
16نومبر 2021 کو 90 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 1953 سے لے کر 2006 تک خلافت لائبریری میں خدمت کی توفیق پائی اور محلہ میں بھی مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت بجالاتے رہے۔ وفات سے قبل سیکرٹری وصایا کے طور پر خدمت بجالارہے تھے۔ آپ کے ذمہ جو کام بھی لگایا جاتا اسے بڑی فکرمندی سے سرانجام دیتے تھے۔ صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، غریب پرور، ہنس مکھ اور ایک بے ضرر اور مخلص انسان تھے۔ قرآن کریم سے عشق کی حد تک پیار تھا اور باقاعدگی سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور سات بیٹیاں اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مکرم محمد ایوب خان صاحب انصار اللہ جرمنی کی نیشنل عاملہ میں بطور قائد تعلیم القرآن خدمت بجالا رہے ہیں۔ آپ کے دو نواسے مربی سلسلہ اور دو نواسے معلم سلسلہ ہیں۔

2- مکرمہ نصرت خانم صاحبہ اہلیہ مکرم آغا محمد عبد اللہ خان صاحب مرحوم (امریکہ)
29اکتوبر 2021 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق ایران کے مشہور بختیار قبیلے کے ایک باأثر معزز خاندان سے تھا۔ نواب شاہ میں 9سال تک بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوۃ کی پابند، تہجدگزار، صابرہ شاکرہ، خوش مزاج، مہمان نواز، نیک اور ہمدرد خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں سات بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم ہدایت احمد خان صاحب (واشنگٹن) کی والدہ تھیں۔

3- مکرم محمود احمد طاہر صاحب ابن مکرم غلام رسول صاحب مرحوم
27نومبر 2021 کو 54سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم بہت سادہ مزاج، ہرکسی کے ساتھ ہمیشہ مسکرا کر ملنے والے ایک اچھی طبیعت کے مالک مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدہ، بہن بھائی اور اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا عزیزم جاذب محمود (متعلم جامعہ احمدیہ) شامل ہیں۔ آپ مکرم لئیق احمد عاطف صاحب (مبلغ سلسلہ مالٹا) کے بہنوئی تھے۔

4- مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ بنت مکرم سردار مجید الدین صاحب
13اکتوبر 2021 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ ایک نیک مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم سردار نصیر الدین ہمایوں صاحب (کارکن حفاظت خاص یوکے) کی ہمشیرہ تھیں۔

5- مکرمہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم میاں غلام احمد صاحب مرحوم
3 دسمبر 2021 کو 85 سال کی عمر میں ربوہ میں وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نمازوں کی پابند، چندوں میں باقاعدہ، ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والی ایک مہمان نواز اور ہمدرد خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور چھ بیٹیاں شامل ہیں۔

6- مکرم خواجہ برکات احمد صاحب ابن مکرم خواجہ عبد الرزاق احمد صاحب
10 ستمبر 2021 کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم انتہائی مخلص، خلافت کے شیدائی، چندوں میں باقاعدہ اور جماعتی خدمت میں پیش پیش رہتے تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت بڑی باقاعدگی سے روزانہ کیا کرتے تھے۔ آپ نے محلہ میں امام الصلوۃ، سیکرٹری اصلاح وارشاد اور سیکرٹری دعوت الی اللہ کے علاوہ متعدد عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ بڑے فعال داعی الی اللہ تھے اور کئی بیعتیں بھی کروانے کی توفیق پائی۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

7- مکرم محمد صدیق بھٹہ صاحب
6 دسمبر 2021 کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں خدمت کی توفیق پائی اور محلہ میں بھی مختلف عہدوں پر خدمت بجالاتے رہے۔ آپ کو اپنے گاؤں میں لڑکیوں کے لئے پرائمری سکول تعمیر کروانے کی بھی توفیق ملی۔ آپ بہترین داعی الی اللہ تھے اور لمبا عرصہ تبلیغ کا فریضہ نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیتے رہے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور چھ بیٹیاں شامل ہیں۔

8- مکرمہ امۃ القدوس صاحبہ اہلیہ مکرم قاضی مقبول احمد صاحب (جرمنی)
31 اکتوبر 2021 کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ دین کے لئے غیرت رکھنے والی، غریبوں کی ہمدرد، شفیق اور خلافت کے ساتھ اخلاص کا تعلق رکھنے والی ایک نیک خاتون تھیں۔ بچوں کی بہترین رنگ میں خدمت کی توفیق پائی ۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

9- مکرم حفیظ احمد چوہدری صاحب ابن مکرم چوہدری مرید علی صاحب

3 دسمبر 2021 کو 77 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نے 1967 میں خود تحقیق کے بعد اہلیہ اور دو بچوں سمیت بیعت کی سعادت حاصل کی جس کے بعد آپ کو خاندان کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا مگر آپ اپنے عہد بیعت پر مضبوطی سے قائم رہے۔ ربوہ شفٹ ہونے پر کچھ عرصہ بطور انسپکٹر انصار اللہ خدمت کی توفیق پائی اور پھر دارالضیافت میں خدمت بجالاتے رہے۔ محلہ میں زعیم انصار اللہ اور سیکرٹری امور عامہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم اطہر حفیظ فراز صاحب (مربی سلسلہ) آجکل جوہر آباد خوشاب میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

10- مکرمہ ڈاکٹر خورشید رزاق صاحبہ اہلیہ مکرم محمد عبد الرزاق صاحب (امریکہ)

19 جنوری 2021 کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ پیشہ کے لحاظ سے ڈاکٹر تھیں اور اپنی میڈیکل فیلڈ میں ماہر جانی جاتی تھیں۔ مرحومہ بہت نیک، ہمدرد اور باوقار خاتون تھیں۔ صدر لجنہ Connecticut کے علاوہ نارتھ ایسٹ ریجن کی ریجنل صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ وقت کی بہت پابند اور نمازوں کی ادائیگی میں بڑی باقاعدہ تھیں۔ ساری زندگی بہت Descipline کے ساتھ گزاری۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔

11- مکرم بشیر افضل خان چوہدری صاحب (بنگلہ دیش)

9دسمبر 2021 کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نے جماعت بنگلہ دیش میں نیشنل سیکرٹری صنعت وتجارت کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم بہت نافع الناس اور خلافت سے عقیدت کا گہرا تعلق رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ مکرم عبد الاول عمران صاحب (امیر و مشنری انچارج بنگلہ دیش) کے ماموں زاد اور چچا زاد بھائی تھے۔

12- مکرم رانا منظور حسین صاحب ابن مکرم حاجی فقیر محمد صاحب (یوکے)

2جولائی 2021 کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم 1994 سے انگلینڈ میں مقیم تھے۔ اس دوران آپ نے لوکل مجلس میں بطور زعیم انصار اللہ خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم ایک نیک مخلص اور باوفا انسان تھے۔

13- مکرمہ بشریٰ ملاحت صاحبہ (قادیان)

نومبر 2021 میں 23 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نظام جماعت کی اطاعت گزار اور دینی اور اخلاق لحاظ سے بہت اچھی تھیں۔ چندوں کی ادائیگی میں باقاعدہ تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

ادارہ الفضل کی طرف سے تمام فریق تعزیت قبول کریں۔

رپورٹ: ریاض محمود باجوہ ۔ نمائندہ الفضل آن لائن جرمنی

تربیتی سیمینار

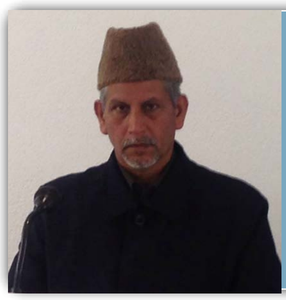

مورخہ 21 نومبر 2021ء بروز اتوار مجلس خدام الاحمدیہ ریجن رائن لنڈ فالس کے زیر انتظام ایک تربیتی سیمینار کا انعقادعمل میں لایا گیا۔

ریجنل ناظم تربیت مکرم سید البار احمد صاحب نے ریجنل قائد مکرم حزقیل مظفر صاحب سے مشاورت اور ان کی منظوری کے بعد پروگرام کو حتمی شکل دی۔ مکرم واصب احمد صاحب ریجنل نائب قائد، مکرم مظفر احمد طاہر صاحب، مکرم ظہیر احمد بٹر صاحب اور مکرم جواد احمد صاحب نے اس پروگرام کے سلسلہ میں خصوصی تعاون کیا۔

پروگرام کا دورانیہ دو گھنٹے تھا، یعنی 12 بجے سے لے کر دوپہر 2 بجے تک۔

ایجنڈا: تلاوت قرآن کریم، ایک اردو تقریر اور اس کے بعد سوال و جواب اور آخر میں شکریہ اور دعا۔

مکرم سید البار احمد صاحب نے اس پروگرام کی میزبانی کے فرائض سرانجام دیئے۔ آپ نے سب سے پہلے سیمینار کا ایجنڈا بتایا۔ اس کے بعد مہمانان خصوصی کا تعارف کرایا۔ جن میں خاکسار ریاض محمود باجوہ مربی سلسلہ (آنریری) جماعت احمدیہ نوئے ویڈ، مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب مربی سلسلہ جماعت احمدیہ وٹلش، مکرم ظفر اللہ اسلام صاحب مربی سلسلہ ٹریز وٹکسبرگ شامل تھے۔

شیڈول کے مطابق 12 بجے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ مکرم مصباح الرحمان ثاقب صاحب مجلس نوئے ویڈ نے سورۃ التغابن آیات 2 تا 5 کی نہایت خوش الحانی سے تلاوت کی اور ان آیات قرآنیہ کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا۔

اس کے بعد مکرم فیضان احمد صاحب مجلس ٹریز نے ان آیات کا جرمن ترجمہ پیش کیا۔

پروگرام کی صرف ایک ہی تقریر اردو تھی، جو خاکسار نے کی۔ موضوع تھا ''تعلق باللہ اور قبولیت دعا''۔ تقریر کے لئے 20 منٹ تھے۔ قرآن کریم سے اس موضوع سے متعلقہ مواد کی روشنی میں نہایت اہم ارشادات خداوندی شاملین کے سامنے پیش کئے گئے۔ حتی الامکان کوشش کی گئی کہ اس اہم موضوع پر ضروری باتوں سے خدام کو روشناس کرایا جائے۔

پروگرام کا دلچسپ مرحلہ تقریر کے بعد سوال و جواب کی صورت میں شروع ہوا جو 2 بجے تک جاری رہا۔ دیگر دونوں مربیان کرام نے نہایت وضاحت سے آسان پیرائے میں خدام کے سوالات کے جوابات دیئے۔ زیادہ تر سوالات کا تعلق ''تعلق باللہ''، ''خلافت'' اور ''قبولیت دعا'' کے موضوعات سے تھا۔

مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب اور مکرم ظفر اللہ اسلام صاحب نے باری باری تمام سوالات کے مدلل اور مفصل جوابات سے نوازا۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

آخر میں ریجنل ناظم تربیت مکرم سید البار احمد صاحب نے مربیان کرام اور دیگر خدام کا شکریہ ادا کیا کہ سب نے اپنی مصروفیات کے باوجود اس قدر وقت دیا اور سیمینار کی رونق بنے۔

مکرم ناظم صاحب تربیت کی درخواست پر خاکسار نے اختتامی دعا کرائی۔

یہ پروگرام ویبکس پر کیا گیا (یعنی آن لائن)۔ ریجن کی کل 17 مجالس میں سے سب کی نمائندگی ہوئی۔ مجموعی طور پر سیمینار میں خدام کی حاضری تقریباً 140 تھی۔

شامل خدام نے پروگرام کو تربیتی نکتہ نظر سے ایک مثبت اقدام قرار دیا اور اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ ایسے مفید پروگرام منعقد ہوتے رہنے چاہئیں۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: ''پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو'' ...... از صفحہ 3

پھر ایک مقام پر یہاں تک فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ نیک صالح لوگوں کی محبت خود پیدا فرما دیتا ہے۔ جیسے فرمایا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا

(مریم: 97)

ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے اُن کے لئے رحمان محبت پیدا کر دے گا۔

اور یہ مضمون احادیث میں بھی ملتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل کو آواز دے کر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت رکھتا ہوں تم بھی اس سے محبت رکھو۔ (بخاری کتاب بدء الخلق) جبکہ نیک، صلحاء سے دشمنی کے حوالہ سے حدیثِ قدسی ہے کہ جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الرقاق)

پس ہماری اپنے خلفاء سے محبت طبعی ہے۔ جو ہماری جانوں اور دل کے نہاں خانوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کر دی گئی ہے۔ نظامِ خلافت اور خلفاء کے انتخاب کا طریق اس حقیقت پر گواہ ہے کہ جماعت شخصیت پرستی پر نہ یقین رکھتی ہے اور نہ ہی کسی وجود کو ایسا مقام دیتی ہے۔ جماعت کا نظام اس کے ہر شعبہ نظام میں انسانوں کی تبدیلی کے ساتھ آگے کی طرف بڑھتا چلا جارہا ہے۔ اور ان شاء اللہ بڑھتا چلا جائے گا۔ ہم الحمد للہ توحید کے قائل ہیں اور توحید الٰہی کے ہی علمبردار رہیں گے۔ یہ سبق ہے جو ہمیں سورۃ الفاتحہ میں ملتا ہے کہ تمام تعریفیں اُس اللہ جو رحمٰن، رحیم اور مالک یوم الدین ہے کے لیے ہیں۔ اسی کی عبادت کرنے اور استعانت چاہنے کا ہم عزم کرتے ہیں۔ اور ہدایت کے لئے بھی اسی واحد لاشریک خدا سے طلبگار ہیں۔

جبکہ بعض فرقوں میں شخصیت پرستی اور شرک کی کیفیت اس حد تک پھیلی ہوئی ہے کہ درگاہیں بنی ہوئی ہیں۔ حقیقی علم سے نابلد لوگ ان خانقاہوں اور درگاہوں میں حاضر ہو کر سجدہ ریز ہوتے ہیں اور ان سے مرادیں مانگی جاتی ہیں۔ یہ سلسلہ صرف عام زندگی میں ہی نہیں بلکہ سطحی سیاست کے ادنیٰ درجہ کے میدانوں میں بھی بدرجہ اولیٰ موجود ہے۔ اور عوام الناس یہ سمجھ بیٹھتے ہیں یا ان کے ذہنوں میں یہ چیز بٹھادی جاتی ہے کہ تمہارا یہی لیڈر ہے جو تمہیں دریا پار لگا سکتا ہے اور دنیاوی لیڈر بھی یہی سمجھ بیٹھتے ہیں اور یہی ادھورا اور کھوکھلا سبق وہ اپنی عوام کو دینا شروع کر دیتے ہیں۔ ہم تیسری دنیا میں اکثر ایسے دیکھتے ہیں۔ اسی سے بُت پرستی کی ابتداء ہوتی ہے۔ یہی وہ شخصیات کے بُت ہیں جو وہ اپنے ہاتھوں سے تراش کر ان کی پوجا کرتے ہیں۔ اور ایشیائی کلچر میں ہم اپنے آپ کو مسلمان، خدائے واحد و یگانہ کا بندہ ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں مگر ان معاشروں میں بعض لوگوں کے دل صنم کدہ بنے ہوئے ہیں۔ جس سے اعتدال کو خیر باد کہہ کر افراط و تفریط اور غلو ان میں جنم لیتا ہے۔ شدت پسندی، انتہا پسندی اور جذباتیت کو فروغ ملتا ہے۔ امن کا جنازہ نکلنا شروع ہوتا ہے اور معاشرہ مختلف برائیوں سے زنگ آلود بلکہ زہر آلود ہوتا ہے۔

پس یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم حضرت مسیح موعودؑ اور آپؑ کی خلافت حقہ سے منسوب ہو کر ان رسوم و رواج اور شرک پیدا کرنے والی خرافات سے کوسوں دور ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والی جماعت پیدا کرنے آئے تھے جو اپنی عبادتوں کی حفاظت کر سکے۔ آپؑ پیر پرستی ختم کرنے آئے تھے۔ اس لئے آپؑ نے فرمایا تھا کہ ''پیر پرست نہ بنو بلکہ پیر بنو''

اللہ تعالیٰ ہم سب کو وحدہ لاشریک خدا کے حقیقی پرستار اور عبادت گزار بنائے اور شرک کی طرف لے جانے والی شخصیت پرستی ہمارے قریب تک نہ آئے۔ آمین

(ابو سعید)

چھوٹی مگر سبق آموز بات

جنت میں گھر کی ضمانت

قرآن کریم میں منافق کی ایک علامت یہ بھی بتائی گئی ہے اَلَدُّ الۡخِصَام۔ یعنی جھگڑالو ہوتا ہے۔ لڑنے جھگڑنے کا مزاج انسانی زندگی کو عذاب بنا دیتا ہے۔ دل کے سکون اور دماغ کی یکسوئی کو ختم کر دیتا ہے۔ انسان ایسی آگ میں جلنے لگتا ہے جس میں شعلہ اور دھواں تو نہیں ہوتا۔ مگر اس کے اندرونی امن چین کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے، میں اس شخص کو جنت میں ایک گھر کی ضمانت دیتا ہوں جو حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دے۔

(ابو داؤد)

مرسلہ: محمد عمر تماپوری، انڈیا

طلوع وغروب آفتاب

06 جنوری 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:39	17:53
مدینہ منورہ	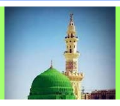	05:44	17:48
قادیان		06:03	17:39
ربوہ		05:42	17:19
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:36	16:12

فقہی کارنر

نیک نیتی میں برکت ہے

ایک زرگر کی طرف سے سوال ہوا کہ پہلے ہم زیوروں کے بنانے کی مزدوری کم لیتے تھے اور ملاوٹ ملا دیتے تھے۔ اب ملاوٹ چھوڑ دی ہے اور مزدوری زیادہ مانگتے ہیں تو بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم مزدوری وہی دیں گے جو پہلے دیتے تھے تم ملاوٹ ملا لو۔ ایسا کام ہم ان کے کہنے سے کریں یا نہ کریں؟ فرمایا:

کھوٹ والا کام ہرگز نہیں کرنا چاہئے اور لوگوں کو کہہ دیا کرو کہ اب ہم نے توبہ کر لی ہے جو ایسا کہتے ہیں کہ کھوٹ ملا دو وہ گناہ کی رغبت دلاتے ہیں۔ پس ایسا کام ان کے کہنے پر بھی ہرگز نہ کرو۔ برکت دینے والا خدا ہے اور جب آدمی نیک نیتی کے ساتھ ایک گناہ سے بچتا ہے تو خدا ضرور برکت دیتا ہے۔

(الحکم 24 اپریل 1903ء صفحہ 10)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)